آیاتھا ۲۴ ۞ سُورَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ ۵۹ ۞ رکوعاتھا ۳

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ حشر مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی یہی بیان کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے کہا سورۃ الحشر۔ تو آپ نے فرمایا: تم کہو سورۃ النضیر۔(2)

امام سعید بن منصور، بخاری، مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہا: سورۃ الحشر۔ تو آپ نے فرمایا: یہ بنی نضیر کے بارے نازل ہوئی۔(3)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۱ هُوَ الَّذِيْٓ
اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا
ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ
مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۗ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ
بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝۲ وَلَوْلَآ اَنْ
كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ؕ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ
النَّارِ ۝۳ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ
شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۴ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا
فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۵ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ
اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 725، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 422، وزارت تعلیم اسلام آباد

يَشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٦﴾ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَىْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۗ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٧﴾

''اللہ ہی کی پاکی بیان کر رہی ہے ہر چیز جو آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے اور وہی سب پر غالب، بڑا دانا ہے۔ وہی تو ہے جو باہر نکال لایا اہل کتاب کے کافروں کو ان کے گھروں سے پہلی جلاوطنی کے وقت۔ تم نے کبھی یہ خیال بھی نہ کیا تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور وہ بھی گمان کرتے تھے کہ انہیں ان کے قلعے بچالیں گے اللہ (کے قہر) سے، پس آیا ان پر اللہ (کا قہر) اس جگہ سے جس کا انہیں خیال بھی نہ آیا تھا اور اللہ نے ڈال دیا ان کے دلوں میں رعب، چنانچہ وہ برباد کر رہے ہیں اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے اور اہل ایمان کے ہاتھوں سے۔ پس عبرت حاصل کرو اے دیدۂ بینا رکھنے والو۔ اور اگر نہ لکھ دی ہوتی اللہ نے ان کے حق میں جلاوطنی تو انہیں عذاب دے دیتا اس دنیا میں اور ان کے لیے آخرت میں تو آگ کا عذاب ہے ہی۔ یہ سزا اس لیے دی گئی کہ انہوں نے مخالفت کی تھی اللہ اور اس کے رسول کی۔ اور جو اللہ کی مخالفت کرتا ہے تو اللہ عذاب دینے میں بڑا سخت ہے۔ جو کھجور کے درخت تم نے کاٹ ڈالے یا جن کو تم نے چھوڑ دیا کہ کھڑے رہیں اپنی جڑوں پر تو یہ (دونوں باتیں) اللہ کے اذن سے تھیں تا کہ وہ رسوا کرے فاسقوں کو۔ اور جو مال پلٹا دیئے اللہ نے اپنے رسول کی طرف ان سے لے کر تو نہ تم نے اس پر گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ بلکہ اللہ تعالیٰ تسلط بخشتا ہے اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ جو مال پلٹا دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی طرف ان گاؤں کے رہنے والوں سے تو وہ اللہ کا ہے، اس کے رسول کا ہے اور رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے، تا کہ وہ مال گردش نہ کرتا رہے تمہارے دولت مندوں کے درمیان، اور رسول (کریم) جو تمہیں عطا فرما دیں وہ لے لو اور جس سے تمہیں روکیں تو رک جاؤ اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے، بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے''۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ غزوۂ بنی نضیر، غزوۂ بدر کے بعد چھٹے ماہ کے شروع میں ہوا اور بنی نضیر یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا۔ ان کے گھر اور ان کے نخلستان مدینہ طیبہ کی ایک طرف میں واقع تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ وہ جلاوطنی اور اس شرط پر اترے کہ ہتھیاروں کے سوا دیگر ساز و سامان میں سے اونٹوں نے جو اٹھا لیا وہ ان کا ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١﴾

هُوَ الَّذِیْۤ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؔ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا۔ پس حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے ساتھ جنگ لڑی بالآخر آپ نے ان کے ساتھ جلاوطنی کی شرط پر صلح کر لی اور آپ ﷺ نے انہیں شام کی طرف جلاوطن کر دیا۔ یہ وہ قبیلہ تھا جو ایسی جگہ جلاوطن ہو کر نہیں گئے جو رہنے والوں سے بالکل خالی ہو اور اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں جلاوطنی لکھ دی تھی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یقیناً اللہ تعالیٰ انہیں دنیا میں قتل اور قید کی سزا دیتا۔ اور ارشاد گرامی لِاَوَّلِ الْحَشْرِ کا مفہوم ہے کہ ان کی جلاوطنی شام کی طرف دنیا میں پہلی جلاوطنی تھی۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت بیان کی ہے اور بیہقی نے کہا ہے: وہی روایت محفوظ ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بنی نضیر کو جلاوطن کیا تو فرمایا یہ پہلی جلاوطنی ہے اور میں (اسی) اثر (اور نشان) پر (قائم) ہوں۔(3)

امام بزار، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے جو کوئی شک کرے کہ میدان حشر شام میں ہوگا تو اسے چاہیے کہ وہ یہ آیت پڑھے: هُوَ الَّذِیْۤ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؔ اس دن رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: تم نکل جاؤ۔ انہوں نے پوچھا: کس طرف؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا سرزمین محشر کی طرف۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت قیس رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ جریر نے اپنی قوم سے کہا اس حال میں کہ وہ انہیں نصیحت کر رہے تھے۔ قسم بخدا! میں نے پسند کیا ہے کہ میں اس میں ایک اینٹ بھی نہ بناؤں اور تم نہیں ہو مگر تاریکی کی طرح جو چھا جائے اور بلاشبہ تمہاری اس زمین کا بایاں حصہ خراب ہو چکا ہے۔ پھر اس کا دایاں حصہ اس کے پیچھے ہوگا۔ بلاشبہ محشر یہاں ہے اور آپ نے شام کی طرف اشارہ کیا۔(4)

ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ ابن جریج نے لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؔ کے تحت کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو ان پر فتح عطا فرمائی جنہیں پہلی جلاوطنی کے وقت آپ نے جلاوطن کیا اور جن سے پہلی بار آپ نے جنگ لڑی۔ اور مَا ظَنَنْتُمْ کے بارے کہا اور تم یعنی نبی مکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب یہ گمان بھی نہ کرتے تھے کہ وہ اپنے قلعوں سے ہمیشہ کے لیے نکل جائیں گے۔

بیہقی نے دلائل میں حضرت عروہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول مکرم ﷺ کو بنی نضیر کو جلاوطن کرنے اور انہیں اپنے گھروں سے نکال دینے کا حکم ارشاد فرمایا۔ مدینہ طیبہ میں نفاق کثرت سے پایا جاتا تھا۔ تو انہوں نے کہا: آپ ہمیں کس جگہ کی طرف نکالیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں محشر کی طرف نکالوں گا۔ جب منافقین نے اس کے بارے سنا جو

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 525 (3797)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 296، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 35، دار احیاء التراث العربی بیروت 4۔ کتاب الزہد، صفحہ 288، دار الکتب العلمیہ بیروت

ان کے اہل کتاب بھائیوں اور دوستوں کے متعلق ارادہ کیا جارہا تھا۔ تو انہوں نے ان کی طرف یہ پیغام بھیجا اور کہا: بے شک ہماری زندگی اور ہماری موت تمہارے ساتھ ہے۔ اگر تمہارے ساتھ جنگ لڑی گئی تو ہم تمہارے معاون و مددگار رہوں گے۔ اور اگر تمہیں نکالا گیا تو ہم تم سے پیچھے نہیں رہیں گے اور شیطان نے انہیں غلبے کی تو امید دلائی۔ پس انہوں نے نبی مکرم ﷺ کو پکار کر کہا: قسم بخدا! ہم نہیں نکلیں گے۔ اگر تم نے ہمارے ساتھ جنگ کی تو ہم بالیقین تمہارے ساتھ جنگ لڑیں گے۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان میں تشریف لے گئے اور اپنے اصحاب کو بھی حکم فرمایا انہوں نے ہتھیار اٹھائے اور ان کی طرف چل دیئے۔ یہودی اپنے گھروں میں اور اپنے قلعوں میں محفوظ ہو گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ ان کی گلیوں تک پہنچ گئے تو آپ ﷺ نے ان کے نزدیک ترین گھروں کو مسمار کرنے اور نخلستانوں کو کاٹنے اور جلا دینے کا حکم دے دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں اور منافقین کے ہاتھوں کو روک لیا۔ پس وہ ان کی مدد نہ کر سکے اور اللہ تعالیٰ نے فریقین کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ جونہی رسول اللہ ﷺ شہر کے ساتھ متصل ان کے گھروں کو گرانے سے فارغ ہوئے، تو اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے دلوں میں خوف و ہراس اور رعب و دبدبہ پیدا کر دیا اور وہ خود پیچھے والے گھروں کو گرانے لگے۔ اور حضور نبی کریم ﷺ کے مقابلے میں نکلنے کی انہیں ہمت اور طاقت نہ ہوئی۔ پس جب وہ اپنے آخری گھروں کے قریب پہنچے اور وہ منافقین کے منتظر تھے اور جس نے انہیں غالب آنے کی امید دلائی تھی اس کا انتظار کر رہے تھے۔ لیکن جو کچھ ان کے پاس تھا جب وہ اس سے مایوس اور ناامید ہو گئے۔ تو پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ان کے بارے جو فیصلہ فرمائیں گے وہ انہیں قبول ہوگا۔ تو آقائے دو جہاں ﷺ نے انہیں جلاوطن کرنے کا فیصلہ فرمایا: اور ساتھ یہ فرمایا کہ اتنا ساز و سامان اٹھا لیں جسے اونٹ اٹھا سکتا ہے۔ مگر اس میں ہتھیار نہ ہوں۔ پس وہ مکمل طور پر چلے گئے اور جب مسلمانوں نے ان کے گھروں کو مسمار کر دیا اور کھجوروں کو کاٹ دیا تو انہوں نے مسلمانوں کو عار دلائی اور کہا کسی درخت نے تو کوئی گناہ نہیں کیا اور تم تو یہ گمان کرتے ہو کہ تم مصلح ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی: سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۝ هُوَ الَّذِیْۤ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؔؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا ۗ وَ قَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ وَ اَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ ۗ فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ۝ وَ لَوْ لَاۤ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِی الدُّنْیَا ؕ وَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ۚ وَ مَنْ یُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ۝ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّیْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآىِٕمَةً عَلٰۤى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِیُخْزِیَ الْفٰسِقِیْنَ۝ پھر اللہ تعالیٰ نے اس ساز و سامان کو رسول اللہ ﷺ کے لیے مال غنیمت بنا دیا اور کسی غیر کے لیے اس میں کوئی حصہ نہ رکھا اور فرمایا: وَ مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَاۤ اَوْجَفْتُمْ عَلَیْهِ مِنْ خَیْلٍ وَّ لَا رِكَابٍ وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ یُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۝ پس رسول اللہ ﷺ نے یہ مال پہلے مہاجرین میں سے ان میں تقسیم فرما دیا جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے آپ کی رہنمائی فرمائی۔ (1)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 82-181، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عوفی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ فرمایا۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ہر جگہ تک پہنچے۔ اور آپ نے ان سے جس شے کا ارادہ کیا وہ انہوں نے آپ کے حوالے کر دی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ ان شرائط پر صلح کی کہ ان کے لیے ان کا خون محفوظ ہے۔ آپ انہیں ان کی زمینوں اور ان کے گھروں سے نکال دیں گے۔ آپ انہیں شام کے کھلے میدانوں کی طرف بھیجیں گے اور آپ نے ان میں سے ہر تین کے لیے ایک اونٹ اور ایک مشکیزہ مقرر فرمایا۔ (1)

امام علامہ بغوی رحمہ اللہ نے معجم میں محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بنی نضیر کی طرف بھیجا اور آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ جلاوطنی میں تین (دن) کی انہیں مہلت دے دے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن منذر، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کی کھجوریں جلا دیں اور انہیں جلا وطن کر دیا اور انہیں اپنی زمین سے نکال کر دوسری زمین کی طرف منتقل کر دیا۔ (2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کے درخت جلا دیئے اور کاٹ دیئے اور یہ چھوٹی ہلاکت تھی۔ اسی کے متعلق حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَهَانَ عَلٰى سُرَاةِ بَنِىْ لُؤَىِّ حَرِيْقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيْرُ

"پس بنی لؤی کے شیروں پر ہلاکت کے سبب جلا دینا اور پھر (راکھ) اڑا دینا آسان ہے"۔

تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ۝۔ (3)

امام ترمذی اور آپ نے کہا ہے یہ روایت حسن ہے، نسائی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت میں لِّيْنَةٍ سے مراد کھجور کا درخت ہے۔ اور وَ لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ۝ کے بارے فرمایا کہ مسلمانوں نے انہیں ان کے قلعوں سے اتارا اور انہیں درخت کاٹنے کا حکم دیا اور یہ بات ان کے سینوں میں بیٹھ گئی۔ تو مسلمانوں نے کہا: ہم نے بعض کو کاٹ دیا ہے اور بعض کو چھوڑ دیا ہے۔ پس ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کریں گے کہ کیا ہمارے لیے ان درختوں میں کوئی اجر ہے جنہیں ہم نے کاٹا ہے اور کیا ہم پر ان کا کوئی بوجھ ہے جنہیں ہم نے چھوڑ دیا ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 39، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 725، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 184، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 81-380 (3303)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابویعلی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہیں کھجوریں کاٹنے کی رخصت دی گئی۔ پھر ان پر سختی کر دی گی۔ تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ جنہیں ہم نے کاٹا ہے، کیا ان کے بارے میں ہم پر کوئی گناہ ہے یا جنہیں ہم نے چھوڑ دیا ہے، ان کا ہم پر کوئی بوجھ ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔(1)

امام ابن اسحاق رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن رومان رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ قبیلہ بنی نضیر میں اترے تو انہوں نے قلعوں میں پناہ لے لی۔ تو آپ ﷺ نے ان کی کھجوریں کاٹنے اور ان میں آگ لگا دینے کا حکم دے دیا۔ تو وہاں کے لوگوں نے پکار کر کہا: اے محمد (ﷺ) آپ تو فساد سے اور عیب لگانے سے منع فرماتے تھے۔ تو یہ کھجوریں کاٹنا اور انہیں جلانا یہ کیا ہے؟ تب مذکورہ آیت نازل ہوئی: مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحہم اللہ نے دلائل میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بعض مہاجرین نے بعض کو کھجوریں کاٹنے سے منع کیا اور انہوں نے کہا: یہ مسلمانوں کے مال غنیمت میں سے ہیں اور جنہوں نے کاٹے تھے۔ انہوں نے کہا نہیں بلکہ یہ تو دشمن کے خلاف غیظ وغضب کا اظہار ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تصدیق میں جنہوں نے کاٹنے سے منع کیا تھا اور جنہوں نے کاٹے تھے ان کے لیے اجازت وحلت میں قرآن نازل فرمایا اور فرمایا بلاشبہ درختوں کو کاٹنا اور انہیں چھوڑنا دونوں اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہیں۔(2)

امام ابن اسحاق اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ حشر بنی نضیر کے بارے میں نازل ہوئی اور اس میں اللہ تعالیٰ نے اس نعمت واحسان کا ذکر کیا جو انہیں پہنچایا اور رسول اللہ ﷺ کو ان پر مسلط اور غالب کرنے کا ذکر فرمایا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ جو کچھ بھی کیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان منافقین کا ذکر بھی کیا جو ان کے ساتھ باہمی پیغام رسانی کا تعلق رکھتے تھے اور ان کے ساتھ معاونت ومدد کے وعدے کرتے رہتے تھے۔ اور فرمایا هُوَ الَّذِيْۤ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۗ وَ قَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَ اَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ کہ وہ اپنے ہی گھروں دروازوں کے نیچے سے اپنے ہاتھوں اور مومنین کے ہاتھوں کے ساتھ گرا رہے ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے کھجوریں کاٹنے اور یہودیوں کے اس قول کا ذکر کیا کہ اے محمد! (ﷺ) آپ تو فساد سے منع کرتے تھے تو یہ درختوں کا کاٹنا کیا ہے؟ اور فرمایا: مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰۤى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ۝ اور اللہ تعالیٰ انہیں خبر دے رہا ہے کہ یہ اس کی طرف سے نعمت واحسان ہے۔ پھر بنی نضیر کے مال غنیمت کا ذکر کیا: وَ مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَاۤ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّ لَا رِكَابٍ وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۝ اور انہیں بتایا کہ یہ مال غنیمت رسول اللہ ﷺ کے لیے

1۔ مسند ابو یعلی، جلد 2، صفحہ 331 (2186)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 135 (9437)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہے اور آپ جہاں چاہیں اسے صرف کر سکتے ہیں۔ پھر مسلمانوں کے مال غنیمت کا ذکر کیا کہ ان کے لیے وہ مال ہے جس کے لیے اونٹ اور گھوڑے دوڑائے جاتے ہیں اور جنگ کے ساتھ فتح کیا جاتا ہے اور فرمایا مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ اور یہ وہ مال ہے جس پر گھوڑے اور اونٹ دوڑائے جاتے ہیں۔ پھر منافقین عبد اللہ بن ابی بن سلول، مالک، داعس اور جن کی رائے ان کی طرح تھی، کا ذکر کیا اور فرمایا: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَ لَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّ اِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۱﴾ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَ لَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَ لَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۳﴾ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ؕ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّ قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴﴾ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا (الحشر) یعنی وہ بنی قینقاع جنہیں رسول اللہ ﷺ نے جلاوطن کر دیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ ہی تو ہے جو پہلی جلاوطنی کے وقت اہل کتاب کے کافروں کو اپنے گھروں سے شام کی طرف نکال لایا اور وہ بنونضیر تھے جو یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا۔ حضور نبی معظم ﷺ نے احد سے واپسی پر مدینہ طیبہ سے خیبر کی طرف جلاوطن کر دیا۔

عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ آیت میں الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ سے مراد بنی نضیر ہیں۔ اور وَ لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۵﴾ کے بارے فرمایا کہ اس سے مراد وہ ہیں جن جس کا ذکر اس سب کے درمیان ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ سے بیان کیا ہے کہ جسے شک ہو کہ محشر بیت المقدس کی طرف ہے۔ تو اسے چاہیے کہ وہ یہ آیت پڑھے: هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ۔ تحقیق لوگوں کو ایک بار اکٹھا کر دیا گیا اور یہ اس وقت ہوا جب کہ حضور نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ پر غالب آئے اور آپ نے یہودیوں کو جلاوطن کیا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابو داؤد، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عبد الرحمٰن بن کعب بن مالک رحمہ اللہ سے اور انہوں نے صحابہ کرام میں سے ایک آدمی سے بیان کیا ہے کہ کفار قریش نے عبد اللہ بن ابی بن سلول کی طرف اور ہر اس آدمی کی طرف لکھا جو اوس وخزرج میں سے اس کے ساتھ بتوں کی پوجا پاٹ کرتا تھا۔ ان دنوں رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ میں تھے اور یہ واقعہ بدر سے پہلے کی بات ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تم نے ہمارے صاحب کو پناہ دی ہے۔ اور بے شک مدینہ طیبہ کے باسیوں میں سے تعداد کے اعتبار سے تمہاری کثرت ہے۔ لیکن ہم اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھاتے ہیں کہ ہم ضرور بہ ضرور اسے قتل کر دیں گے یا پھر ہم اسے نکال لائیں گے اور تمہارے خلاف سارے عرب کو بھڑکائیں گے۔ پھر ہم لشکر جرار لے کر تمہاری طرف چلیں گے یہاں تک کہ ہم تمہارے جنگجوؤں کو قتل کر دیں گے اور تمہاری عورتوں اور بیٹوں کو مباح اور حلال بنا لیں گے۔ پس جب یہ پیغام عبد اللہ بن ابی اور اس کے بتوں کی پوجا کرنے والے ساتھیوں تک پہنچا۔ تو انہوں نے آپس میں

ایک دوسرے کے ساتھ خط و کتاب کی اور اکھٹے ہو گئے اور ان تمام نے نبی مکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب کو قتل کرنے پر اتفاق کر لیا۔ جب اس کی خبر حضور نبی رحمت ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ہمراہ ان سے ملے اور فرمایا تمہارے ذریعہ سے قریش کی دھمکی پوری شدت کے ساتھ پہنچ چکی ہے۔ تم جو دھوکہ اور مکر و فریب اپنے آپ کو دینے کا ارادہ رکھتے ہو اس سے زیادہ تمہارے لیے کوئی مکر و فریب اور دھوکہ نہیں ہو سکتا۔ پس تم تو اپنے بیٹوں اور اپنے بھائیوں کو قتل کرنے کا ارادہ کر رہے ہو۔ پس جب انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ سنا تو وہ ان سے الگ اور متفرق ہو گئے اور یہ خبر کفار قریش کو پہنچ گئی۔ اس کے بعد غزوۂ بدر ہوا۔ پھر غزوۂ بدر کے بعد کفار قریش نے یہودیوں کی طرف لکھا۔ بے شک تمہارے پاس ہتھیار اور قلعے ہیں۔ لہٰذا تم ہمارے صاحب (نبی مکرم ﷺ) کو قتل کر دو یا پھر ہم اس اس طرح کریں گے اور ہمارے درمیان اور تمہاری عورتوں کے پازیبوں کے درمیان کوئی شے حائل نہیں ہو گی۔ پس جب ان کا یہ خط یہودیوں تک پہنچا۔ تو بنو نضیر دوسرے ہی دن اکھٹے ہوئے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ اپنے تیس اصحاب کو ساتھ لے کر ہماری طرف آئیں۔ اور ہماری طرف سے بھی تیس علماء آپ کی طرف نکلیں گے۔ یہاں تک کہ ہم ایک ایسی جگہ ملاقات کریں گے جو ہمارے اور تمہارے درمیان نصف و نصف ہو گی۔ وہ آپ سے (دین کی گفتگو) سنیں گے۔ پس اگر انہوں نے آپ کی تصدیق کر دی اور وہ آپ کے ساتھ ایمان لائے۔ تو ہم تمام کے تمام آپ کے ساتھ ایمان لے آئیں گے۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ تیس اصحاب کی معیت میں نکلے اور یہود کے تیس علماء بھی آپ ﷺ کی طرف آئے۔ جب وہ ایک کھلے اور ظاہر میدان میں پہنچے تو یہودیوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا: تم اس پر کیسے قابو پا سکو گے جب اس کے ساتھ اس کے اصحاب میں سے تیس آدمی ہیں اور وہ تمام کے تمام ان سے پہلے مرنا پسند کرتے ہیں۔ تو انہوں نے پیغام بھیجا افہام و تفہیم کیسے ممکن ہے حالانکہ ہم ساٹھ آدمی ہیں۔ لہٰذا آپ اپنے تین اصحاب کے ساتھ ہمارے پاس تشریف لائیے اور ہمارے بھی تین علماء آپ کی طرف آئیں گے، وہ آپ سے گفتگو سنیں گے۔ سو اگر وہ آپ کے ساتھ ایمان لے آئے، تو ہم تمام آپ کے ساتھ ایمان لائیں گے اور آپ کی تصدیق کریں گے۔ چنانچہ حضور نبی معظم ﷺ اپنے تین اصحاب کے ساتھ نکلے اور یہودیوں میں سے بھی تین افراد ہی آئے۔ لیکن وہ خنجروں کے ساتھ مسلح تھے اور وہ رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ پس بنی نضیر کی ایک نیک سیرت عورت نے اپنے بھائی کی طرف پیغام بھیجا۔ وہ انصار میں سے ایک مسلمان تھا اور اس نے اسے بنو نضیر کے دھوکہ دینے کے اس منصوبے کے بارے بتایا جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے تیار کیا تھا۔ چنانچہ اس کا بھائی بڑی تیز رفتاری کے ساتھ آیا اور اس نے حضور نبی رحمت ﷺ کو پالیا اور آپ ﷺ کے ان تک پہنچنے سے پہلے ہی آپ کو اس کے بارے آگاہ کر دیا۔ تو رسول اللہ ﷺ واپس لوٹ آئے اور جب دوسرا دن ہوا تو رسول اللہ ﷺ صبح سویرے ہی اپنے لشکر کے ہمراہ وہاں تشریف لے گئے اور ان کا محاصرہ کر لیا۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: قسم بخدا! بے شک تم میرے پاس پناہ نہیں لے سکو گے مگر کسی ایسے عہد کے ساتھ جس پر تم میرے ساتھ معاہدہ کرو گے۔ تو انہیں نے آپ ﷺ کے ساتھ کسی قسم کا معاہدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ تو اس دن آپ ﷺ نے اور مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا۔ پھر اگلی صبح

لشکر کے ساتھ بنی قریظہ پر چڑھائی کی اور بنو نضیر کو چھوڑ دیا اور انہیں معاہدہ کی دعوت دی۔ پس انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ معاہدہ کرلیا۔ تو پھر آپ ان سے لشکر کے ہمراہ بنی نضیر کی طرف متوجہ ہوئے اوران کے ساتھ قتال کیا۔ یہاں تک کہ وہ اس شرط پر اترے کہ وہ جلاوطن ہوں گے اور اتنا ساز وسامان ان کے لیے ہوگا جتنا اونٹ اٹھا سکتا ہے۔ مگر ہتھیار اس میں شامل نہیں ہوں گے۔ چنانچہ بنو نضیر جلاوطن ہو گئے اور ساز وسامان گھروں کے دروازے اوران کی لکڑیاں جو کچھ اونٹ اٹھا سکتا تھا وہ انہوں نے اٹھالیا اوراپنے گھروں کو گرانے لگے اور مسمار کرنے لگے اور لکڑیاں میں سے جوان کے کام تھی وہ اٹھانے لگے۔ پس انہیں کی جلاوطنی شام کی طرف لوگوں کی پہلی جلاوطنی تھی بنو نضیر بنی اسرائیل کے قبیلوں میں سے ایک قبیلہ تھا اور یہ اس وقت سے جلاوطن نہیں ہوئے تھے جب سے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر جلاوطنی کو لازم کیا تھا۔ پس اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے انہیں جلاوطن کر دیا۔ اگر وہ جلاوطنی نہ ہوتی جو اللہ تعالیٰ نے ان پر لازم کی تھی تو اللہ تعالیٰ انہیں دنیا میں اسی طرح عذاب دیتا جیسا کہ بنو قریظہ کو دیا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَ ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۗ وَ قَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَ اَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ۝ وَ لَوْ لَاۤ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ؕ وَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ۚ وَ مَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۝ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ۝ وَ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّ لَا رِكَابٍ وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۝ بنی نضیر کا مال غنیمت صرف رسول اللہ ﷺ کے لیے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہی یہ عطا فرمایا اور آپ کو ہی اس کے لیے خاص کیا اور ارشاد فرمایا: وَ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّ لَا رِكَابٍ۔ وہ فرما رہا ہے کہ اس نے یہ مال اپنے رسول مکرم ﷺ کو بغیر جنگ وقتال کے عطا فرمایا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اس کا اکثر حصہ مہاجرین کو عطا فرمایا اوران کے درمیان تقسیم فرما دیا۔ اور انصار میں سے صرف دو آدمیوں کو دیا جو کہ حاجت مند تھے اوران دو کے سوا انصار میں سے کسی اور کو عطا نہیں فرمایا اور اس میں سے بقیہ مال رسول اللہ ﷺ کا وہ صدقہ ہے جو بنی فاطمہ کے قبضے میں ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ بنی قریظہ اور بنی نضیر یہودیوں کے دو قبیلے تھے اور یہ دونوں دور جاہلیت میں انصار کے دو قبیلے اوس اور خزرج کے حلیف تھے۔ پس جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ قدم رنجہ فرما ہوئے اور انصار کو اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اور یہودیوں نے انکار کر دیا تو مسلمان بنی نضیر کی طرف گئے اور وہ قلعہ بند ہو گئے۔ پس مسلمانوں نے وہ گھر گرانے شروع کر دیئے جوان کے قلعوں سے متصل تھے اور دوسرے نے ان کو گرانا شروع کر دیا جوان گھروں کے ساتھ متصل تھے۔ وہ ان تک پہنچنے سے متصل تھے اور دوسروں نے ان کو گرانا شروع کیا جوان

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، کتاب غزوۃ بنی نضیر، جلد 3، صفحہ 79-178، دارالکتب العلمیہ بیروت

گھروں کے ساتھ متصل تھے۔ اور ان تک پہنچنے کے لیے گراتے رہے یہاں تک کہ ان تک پہنچ گئے۔ تو اس کے بارے یہ آیات نازل ہوئی: هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۗ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۗ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ پس جب مسلمان ان تک پہنچ گئے تو وہ ایک معاہدے پر نیچے اترے جو ان کے درمیان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان طے پایا۔ وہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں اور ان کے اہل خانہ کو جلاوطن کر دیں گے اور ان کے مال اور ان کی زمین ان سے لے لیں گے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں جلاوطن کر دیا اور وہ خیبر میں جا کر رہنے لگے اور مسلمان کھجوروں کے درخت کاٹتے رہتے تھے۔ مدینہ طیبہ کے باسیوں میں سے کچھ لوگوں نے مجھے بتایا ہے کہ وہ زرد رنگ کی کھجوریں تھیں جیسا ردی اور گھٹیا قسم کی کھجوریں ہوتی ہیں اور انہیں لینہ کہا جاتا تھا۔ مشرکوں نے اس عمل کو ناپسند کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے عذر کے بارے یہ آیت نازل فرمائی: مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ رہا یہ ارشاد گرامی فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وہ ان کی طرف گھوڑے اور اونٹ لے کر نہیں گئے تھے۔ کیونکہ وہ مدینہ طیبہ کی طرف میں رہ رہے تھے۔ ان کے بعد بنی قریظہ ایک سال یا دو سال اس معاہدے پر قائم رہے جو ان کے اور حضور نبی معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان ہوا تھا۔ پھر جب مشرکین جنگ احزاب کے لیے نکلے تو انہوں نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ تم ہمارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف جنگ کے لیے نکلو۔ تو انہوں نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ تم ہماری طرف اپنے پچاس آدمی بطور رہن بھیج دو۔ پس حضرت نعیم بن مسعود اشجعی رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے پاس آئے اور انہیں اس کی خبر دی۔ اس وقت تک حضرت نعیم رضی اللہ عنہ مسلمانوں اور مشرکین دونوں میں محفوظ و مامون تھے۔ پس یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی کہ انہوں نے مشرکین کی طرف پیغام بھیجا ہے اور ان سے پچاس آدمی بطور رہن مانگ رہے ہیں۔ تاکہ وہ ان کی معیت میں نکلیں۔ لیکن انہوں نے ان کی طرف رہن بھیجنے سے انکار کر دیا اور وہ مسلمانوں اور مشرکین کے لیے ذریعہ جنگ بن گئے۔ پس حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد بن معاذ اور خوات بن جبیر کو ان کی طرف بھیجا۔ جب وہ دونوں ان کے پاس آئے تو ان کے سردار کعب بن اشرف نے کہا: بے شک میرے دو پر تھے تو تم نے ان میں سے ایک کاٹ دیا ہے۔ پس یا تم مجھ پر میرا پر لوٹا دو۔ یا پھر میں تمہارے خلاف پر بن جاوں گا۔ تو خوات بن جبیر نے کہا: میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میں اپنے نیزے کے ساتھ اسے پھاڑ دوں۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: تب قوم آگے بڑھے گی اور وہ مجھے پکڑ لیں گے، تو آپ نے اسے روک دیا۔ چنانچہ وہ دونوں لوٹ کر واپس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف گئے اور دونوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے متعلقہ بات عرض کر دی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اجازت عطا فرما دی جب مشرکین کے گروہ واپس لوٹ گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہتھیار اتار دیئے تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی جب سے مشرکین آپ کے مقابلہ

میں اتریں ہیں، میں نے اپنی پشت سے ہتھیار نہیں اتارے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں شکست سے دوچار کر دے اور چلے گئے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنی قریظہ کے بارے میں اجازت دی تھی۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام ان کی طرف گئے اور انہیں کہا: اے بندروں اور خنزیروں کے بھائیو! تو انہوں نے کہا اے ابوالقاسم! آپ فحش گو تو نہ تھے۔ وہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر نیچے اترے اور آپ ان لوگوں کے قبیلہ سے تھے جو ان کے حلیف تھے۔ چنانچہ آپ نے ان کے بارے میں فیصلہ کیا کہ ان کے جنگجوؤں کو قتل کر دیا جائے اور ان کے اموال وغنائم کو تقسیم کر دیا جائے۔ وہ ذکر کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "حَكَمَ بِحُكْمِ اللّٰهِ" کہ حضرت سعد نے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ سو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے جنگجوؤں کو قتل کر دیا اور ان کے اموال وغنائم کو تقسیم کر دیا۔

عبد بن حمید نے یحییٰ بن سعید سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی نضیر کے پاس کسی کام سے گئے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچانے (قتل کرنے) کا قصد کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس پر مطلع فرمادیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو ان کے خلاف جنگ کے لیے برانگیختہ کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ساتھ مصالحت فرمائی کہ سونا چاندی اور ایک اونٹ کا بوجھ ان کے لیے ہوگا اور کھجوریں، زمین اور ہتھیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہوں گے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے مہاجرین کے درمیان تقسیم کر دیا اور حضرت سہل بن حنیف اور حضرت ابودجانہ کے سوا انصار میں سے کسی کو کوئی شے نہیں دی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن بنی نضیر کی طرف تشریف لے گئے تاکہ ان سے پوچھیں ان میں دیت کیسے ہوتی ہے۔ جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ زیادہ اصحاب کو نہ دیکھا تو انہوں نے آپس میں یہ منصوبہ بنایا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر دیں اور آپ کے اصحاب کو قیدی بنالیں۔ پھر انہیں مکہ مکرمہ لے جا کر قریش کے ہاتھوں فروخت کر دیں۔ پس وہ ابھی اسی کیفیت میں تھے کہ مدینہ طیبہ کی جانب سے یہودیوں میں سے کوئی آیا۔ جب اس نے اپنے ساتھیوں کو دیکھا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کچھ مشورہ کر رہے ہیں تو اس نے ان سے پوچھا تم کیا ارادہ رکھتے ہو؟ تو انہوں نے بتایا: ہم چاہتے ہیں کہ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو قتل کر دیں اور آپ کے اصحاب کو پکڑ لیں۔ تو پھر اس نے ان سے پوچھا: محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہاں ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: یہ محمد قریب ہے۔ تو ان کے ساتھی نے انہیں کہا: قسم بخدا! میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو مدینہ طیبہ کے اندر چھوڑا ہے۔ پس اس نے ان کے پروگرام کو ختم کر دیا اور انہوں نے کہا: یہ خبر مشہور ہے کہ ہمارے اور آپ کے درمیان جو معاہدہ تھا وہ ٹوٹ گیا ہے۔ پس ان میں سے ساٹھ علماء چلے۔ ان میں حیی بن اخطب اور عاص بن وائل بھی تھے یہاں تک کہ وہ کعب کے پاس پہنچے اور جا کر کہا: اے کعب! تو اپنی قوم کا سردار ہے اور قوم کی عزت ہے۔ ہمارے اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے درمیان فیصلہ کیجئے۔ تو کعب نے انہیں کہا: جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ مجھے بتاؤ۔ انہوں نے جواب دیا: ہم غلام آزاد کر سکتے ہیں اور اونٹوں کے گلے ذبح کر سکتے ہیں اور بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل و مال سے خالی ہیں۔ پس کعب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ان کی حوصلہ افزائی کی اور انہیں خوب عزت بخشی اور وہ لوٹ گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ

كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَ مَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝ (النساء) (کیا کچھ نہیں دیکھا تم نے ان لوگوں کی طرف جنہیں دیا گیا حصہ کتاب سے وہ (اب) اعتقاد رکھنے لگے ہیں جبت اور طاغوت پر اور کہتے ہیں ان کے بارے میں جنہوں نے کفر کیا کہ یہ کافر زیادہ ہدایت یافتہ ہیں ان سے جو ایمان لائے ہیں۔ یہی وہ (بدنصیب) ہیں جن پر لعنت کی ہے اللہ تعالیٰ نے اور جس پر لعنت بھیجے اللہ تعالیٰ تو ہرگز نہ پائے گا تو اس کا کوئی مددگار۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی جب انہوں نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ الآیہ (المائدہ: 11) (اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کی نعمت جو تم پر ہوئی جب پختہ ارادہ کرلیا تھا ایک قوم نے کہ بڑھائیں تمہاری طرف اپنے ہاتھ تو اللہ نے روک دیا ان کے ہاتھوں کو تم سے اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے اور اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے ایمان والوں کو) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لیے کعب کو کون کافی ہوگا؟ (یعنی اسے کون قتل کرے گا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں نے عرض کی جن میں حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کی جانب سے اسے کافی ہوں گے اور آپ سے کچھ چیزوں کی اجازت چاہتے ہیں۔ چنانچہ وہ اس کے پاس گئے اور کہا: اے کعب! بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقے کا پابند بنایا ہے۔ اس لیے آپ ہمیں کچھ شے فروخت کیجئے۔ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔ یہی وہ شے ہے جس کی حلت کی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی۔ تو کعب نے انہیں کہا: اپنے بچوں کو میرے پاس رہن رکھ دو۔ تو انہوں نے جواب دیا: یہ شے تو ہمارے لیے کل انتہائی شرم اور عار کا سبب بنے گی کہ لوگ کہیں گے یہ ایک وسق کا غلام ہے۔ فلاں دو وسق کا بندہ ہے۔ فلاں تین وسق کا غلام ہے وغیرہ وغیرہ۔ تو پھر کعب نے کہا: پھر ہتھیار گروی رکھ دو۔ اس پر انہوں نے اپنا معاملہ طے کرلیا۔ ہمارے اور تیرے درمیان آنے والی رات کا وعدہ ہوگیا۔ چنانچہ جب رات آئی وہ اس کی طرف چلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جائے نماز میں بیٹھ کر ان کے لیے فتح و کامیابی کی دعا فرمانے لگے۔ جب وہ اس کے پاس پہنچے۔ تو اسے آواز دی: اے کعب! اس کی شادی ابھی حال ہی میں ہوئی تھی اس نے ان کی آواز کا جواب دیا: تو اس کی بیوی نے کہا: یہ عمیر کی بیٹی تھی، تم اس وقت کہاں اتر رہے ہو۔ مجھے اس وقت خون کی بو آرہی ہے۔ وہ نیچے اترا۔ وہ اپنے اوپر ورس سے رنگی ہوئی چادر لپیٹے ہوئے تھا۔ اس کی پیشانی کے بال دراز تھے۔ پس جب وہ اتر کر ان کے پاس پہنچا۔ تو انہوں نے کہا: تیری خوشبو کتنی حسین اور دلآویز ہے۔ وہ یہ سن کر بہت خوش ہوا۔ پس حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس کھڑے ہوئے تھے اور مسلمانوں میں سے کسی نے کہا: ہمیں اس کی خوشبو تو سنگھاؤ۔ چنانچہ آپ نے اپنا ہاتھ کعب کے کپڑے پر رکھا اور کہا سونگھو اور خوب سونگھو۔ وہ یہ گمان کرنے لگا کہ وہ اس کی خوشبو سے انتہائی خوش ہو رہے ہیں اور اس پر اظہار تعجب کر رہے ہیں۔ لہٰذا وہ اس سے بہت خوش ہوتا رہا اور سرور حاصل کرتا رہا۔ تو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اسی طرح کرتا رہا اور بالآخر اس کی پیشانی کے بالوں کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ پھر کہا: اس کی گردن اڑا دو۔ پس ساتھیوں نے مل کر اس دشمن خدا و مصطفیٰ کی گردن اڑا دی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نضیر کی طرف گئے۔ تو انہوں نے کہا ہمیں چھوڑ دیجئے ہم تو اپنے سردار کو رو رہے ہیں۔ تو آپ

ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ انہوں نے کہا: کیا یہ اذیت پر اذیت ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں یہ اذیت پر اذیت ہے۔ جب انہوں نے یہ دیکھا تو اپنے گھروں کے اندر سے چیزیں اور سامان اٹھانے لگے تاکہ وہ نجات پاسکیں اور مومنین باہر سے ان کے گھروں کو مسمار کرنے لگے تاکہ ان پر داخل ہوسکیں۔ پس اگر اللہ تعالیٰ نے ان پر جلاوطنی لازم نہ کردی ہوتی۔ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: الجلاء کا مفہوم ہے کہ وہ وہاں سے نکلیں گے تاکہ آپ انہیں انہیں کی قوت سے قتل کردیں اور حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے مزید کہا: کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ جب بنی نضیر کے پاس گئے تو وہ ان کی کھجوریں کاٹنے لگے۔ تو ان میں سے بعض نے بعض سے کہا: جب اس نے پیٹھ پھیری۔ زمین میں دوڑ دھوپ کی تاکہ اس میں فساد برپا کرے اور مسلمانوں میں سے کسی کہنے والے نے کہا: وہ کسی وادی کو طے نہیں کریں گے اور نہ ہی وہ دشمن سے کوئی شے پائیں گے مگر اس کے عوض ان کے لیے عمل صالح لکھ دیا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: مَاقَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اس میں لِيْنَةٍ سے مراد کھجور کے درخت ہیں۔ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآىِٕمَةً عَلٰۤى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ فرمایا: جو درخت تم نے کاٹے وہ بھی میرے اذن سے ہیں اور جو تم نے چھوڑے وہ بھی میرے اذن سے ہیں (یعنی تمہارا کاٹنا اور تمہارا چھوڑنا سب میرے اذن سے ہوا ہے)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَ اَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ' کے تحت کہا ہے: مسلمان ان گھروں کو گرانے اور مسمار کرنے لگے جو ان کے ساتھ متصل تھے تاکہ وہ باہر سے ان پر داخل ہوسکیں اور یہودی اندر سے انہیں گرانے لگے۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَ اَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ کے تحت مقاتل بن حیان نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ قتال کررہے تھے اور جب آپ غالب آگئے بڑے دروازوں پر یا گھروں پر تو آپ نے ان کی دیواریں گرادیں۔ تاکہ جنگ کے لیے میدان وسیع اور کھلا ہوجائے اور یہودی جس دروازے یا گھر پر غالب تھے انہوں نے پیچھے سے اسے سوراخ کیا۔ پھر اسے محفوظ بنایا اور اس میں مہارت وکاریگری کا اظہار کیا۔ پس اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِي الْاَبْصَارِ۝ اور ارشاد گرامی مَاقَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآىِٕمَةً عَلٰۤى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ۝ اس میں لِيْنَةٍ سے مراد کھجور کے درخت ہیں اور یہ وصف کے لحاظ سے یہود کے لیے انتہائی پسندیدہ تھا۔ اس کے پھل کو لون کہا جاتا تھا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کی اجازت سے صحابہ کرام سے ان کی کھجوروں کو کاٹا اور ان کے درختوں کو جڑ سے اکھیڑا تو یہودیوں نے کہا: اے محمد! (ﷺ) آپ کا گمان تو یہ ہے کہ آپ اصلاح کا ارادہ رکھتے ہیں۔ کیا درختوں کو اکھیڑنے، کھجوریں کاٹنے اور فساد برپا کرنے میں بھی اصلاح ہے؟ پس یہ بات حضور نبی مکرم ﷺ پر شاق گزری اور مسلمان بھی ان کی اس بات کے سبب اپنے دلوں میں خوف اور ڈر محسوس کرنے لگے کہ ان کا درخت کاٹنا کہیں باعث فساد نہ ہو۔ چنانچہ بعض نے بعض سے کہا: تم انہیں نہ کاٹو کیونکہ یہ اس مال غنیمت میں سے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے اور جو انہیں کاٹ رہے تھے۔ انہوں نے کہا: ہم درختوں کو کاٹ کر ان پر اپنے غیظ وغضب کا اظہار کررہے ہیں۔ پس

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 297، دارالکتب العلمیہ بیروت

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ یعنی جو کھجور کے درخت تم نے کاٹے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے کیا ہے اور جنہیں تم نے اپنی جڑوں پر چھوڑ دیا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے اذن سے کیا ہے۔ تو اس سے حضور نبی کریم ﷺ اور تمام اہل ایمان کے دل مطمئن اور خوش ہو گئے۔ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ۝ تاکہ وہ بنی نضیر کے یہودیوں کو رسوا کرے اور یہ درختوں کو جڑوں سے اکھیڑنا اور کھجوروں کو کاٹنا ان کے لیے باعث ذلت و رسوائی تھا۔(1)

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ کے تحت کہا ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ صلح نہیں کی تھی اور انہیں لکڑی بھی پسند نہ تھی مگر انہوں نے اسے بھی اٹھالیا۔ پس یہی ان کا اپنے گھروں کو برباد کرنا تھا۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ وہ اپنے گھروں کو اندر سے برباد کرنے لگے اس طرح کہ جو بھی تھوڑی یا زیادہ ایسی چیز پائی جو ان کے لیے نفع بخش ہو سکتی تھی اسے انہوں نے خراب کر دیا اور برباد کر دیا۔ کیونکہ وہ کوئی بھی نفع بخش اور فائدہ مند چیز چھوڑنا نہیں چاہتے تھے جب وہ خود چلے جائیں گے، اور وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ کے بارے فرمایا: اور مومنین باہر سے ان کے گھروں کو برباد کر رہے تھے تاکہ وہ ان تک پہنچ سکیں۔ اور وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا کے تحت فرمایا: تو اللہ تعالیٰ ان پر مسلط کر دیتا اور ان کی گردنیں ماردی جاتیں اور ان کی اولاد کو قیدی بنا لیا جاتا۔ لیکن ان کے لیے جلاوطنی اللہ تعالیٰ کی کتاب میں پہلے سے لکھی ہوئی تھی۔ چنانچہ انہیں اذرعات اور اریحا کی جانب جلاوطن کر دیا گیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے تحت کہا ہے کہ ان کے گھر مزین اور آراستہ تھے اس لیے انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ حسد کیا کہ وہ ان میں رہیں۔ چنانچہ وہ انہیں اندر سے برباد کرتے رہے اور مسلمان باہر سے اکھیڑتے رہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں کا ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف نکلنا جلاء کہلاتا ہے۔

امام فریابی، ابن منذر، ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آیت میں لِّيْنَةٍ سے مراد کھجور کا درخت ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ، عکرمہ، مجاہد اور عمرو بن میمون رحمہم اللہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے

امام ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مِّنْ لِّيْنَةٍ سے مراد کھجور کی ایک قسم ہے۔(5)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 79-178، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 297، بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 487 (33158)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 4۔ ایضاً، (33157)

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 40، داراحیاء التراث العربی بیروت

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لِّيْنَةٍ سے مراد وہ کھجوریں ہیں جو عجوہ کھجوروں سے ادنیٰ اور کم ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لِّيْنَةٍ سے مراد عجوہ کے سوا کھجور کی تمام اقسام ہیں۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ لِّيْنَةٍ سے مراد کھجور کا درخت یا مطلق درخت ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح قرأت کی مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰۤى اُصُوْلِهَا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی نضیر کے بعض امور اموال جلا دیئے تھے۔ تو کسی کہنے والے نے کہا:

فَهَانَ عَلٰى سُرَاةِ بَنِىْ لُؤَىٍّ حَرِيْقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيْرٌ

''پس بنی لوی کے شیروں پر ہلاکت کے ساتھ جلانا اور (راکھ) اڑا دینا آسان ہے''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مسلمانوں نے اس دن کھجوریں کاٹیں اور بعض لوگوں نے ناپسندیگی کا اظہار کرتے ہوئے کہ یہ فساد ہے اس سے روکا۔ تو یہودیوں نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں فساد کی اجازت دی ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ فرمایا۔ لِّيْنَةٍ سے مراد عجوہ کے سوا ہر قسم کی کھجوریں ہیں۔ تا قولہ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ۝ فرمایا تا کہ تم انہیں غیظ و غضب میں مبتلا کر سکو۔ وَمَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَاۤ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ فرمایا: تم نے ان کی طرف جاتے ہوئے نہ کسی وادی کو عبور کیا اور نہ ہی تم ان کی طرف گھوڑے اور اونٹ چلا کر لے گئے۔ بلاشبہ یہ تو بنی نضیر کے باغات تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول معظم ﷺ کو عطا فرمائے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نضیر (کا ساز و سامان) قریش اور مہاجرین کے درمیان تقسیم فرما دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ فرمایا: یہ عجوہ، عتیق اور نخیل ہیں۔ یہ دونوں حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں تھیں اور یہ دونوں کھجور کی اصل ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے دو انصار میں سے دو آدمیوں یعنی حضرت ابو دجانہ اور سہل بن حنیف کے سوا کسی کو کوئی شے عطا نہیں فرمائی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ایک یہودی حضور نبی مکرم ﷺ کے پاس آیا اور مشیت کے بارے آپ سے سوال کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مشیت تو اللہ تعالیٰ کی ہے اس نے کہا بے شک میں چاہتا ہوں کہ میں کھڑا ہوں۔ آپ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ تو کھڑا ہو۔ اس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ میں بیٹھ جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تحقیق اللہ نے چاہا کہ تو بیٹھ جائے۔ اس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ میں یہ درخت کاٹ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 487 (33156)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

لوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تحقیق اللہ نے چاہا کہ تو اسے کاٹے۔ اس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ میں اسے چھوڑ دوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ تو اسے چھوڑ دے۔ فرمایا: اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور کہا آپ کو آپ کی دلیل اور حجت سمجھائی گئی ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حجت کی تلقین فرمائی تھی۔ فرمایا: اور پھر یہ قرآن نازل ہوا: مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰۤى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۔

امام عبد الرزاق، بیہقی اور ابن منذر رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فَمَاۤ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ کے تحت حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اہل فدک اور ان کی مخصوص بستیوں کی صلح کی۔ حالانکہ آپ ﷺ نے دوسری قوموں کا محاصرہ کیا۔ پس انہوں نے پیغام صلح بھیجا تو اس طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بغیر جنگ وقتال کے وہاں کا ساز وسامان بطور مال غنیمت عطا فرما دیا اور انہوں نے اس پر گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَمَاۤ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ فرماتے ہیں: اس سے مراد جنگ وقتال کا نہ ہونا ہے۔ بنی نضیر کے اموال خالص حضور نبی کریم ﷺ کے لیے تھے۔ انہوں نے وہ مال بزور شمشیر فتح نہیں کیا تھا۔ بلکہ اسے صلح کے ساتھ حاصل کیا تھا۔ اس لیے حضور نبی معظم ﷺ نے یہ مال مہاجرین کے درمیان تقسیم فرما دیا اور انصار میں سے دو آمیوں کے سوا کسی کو کوئی شے عطا نہیں فرمائی۔ اور وہ دونوں یعنی ابودجانہ اور حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہما اس کے حاجت مند تھے۔ (1)

امام احمد، امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عمر فاروق اعظم بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ بنی نضیر کے اموال ان مالوں میں سے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ کو عطا فرمائے اور مسلمانوں نے ان پر گھوڑے اور اونٹ وغیرہ نہیں دوڑائے۔ پس یہ مال صرف رسول اللہ ﷺ کے لیے تھا۔ آپ ﷺ اس میں سے اپنے گھر والوں کے سالانہ اخراجات کے لیے خرچ کرتے تھے اور باقی مال سے فی سبیل اللہ جہاد کے لیے ہتھیار اور گھوڑے خچر وغیرہ کے حصول کے لیے خرچ کیا جاتا تھا۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَمَاۤ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ کا مفہوم ہے کہ ان کا رب انہیں یاد دلا رہا ہے کہ اس نے ان کی مدد فرمائی ہے اور بنی قریظہ اور خیبر میں بغیر گھوڑے خچروں کے استعمال اور بغیر کسی جنگ وقتال کے ان کے لیے کافی ہوا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے وَمَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَاۤ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ کے تحت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول معظم ﷺ کو بنی قریظہ اور بنی نضیر کی طرف جانے کا حکم ارشاد فرمایا: اس وقت مسلمانوں کے پاس کوئی زیادہ گھوڑے اور اونٹ نہیں تھے اور رسول اللہ ﷺ کو اختیار عطا فرمایا کہ آپ جو چاہیں فیصلہ فرما سکتے ہیں۔ اس وقت وہاں گھوڑے اور اونٹ نہ تھے جن کے ساتھ سفر تیزی سے کیا جا

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 98-297، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 188 (1719)، دار الکتب العلمیہ بیروت

سکتا ہو۔ فرمایا: ایجاف کا معنی ہے کہ وہ خوب تیز چال چلے ہوں اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہوں۔ یہ صورت حال خیبر، فدک اور کچھ دیگر عرب بستیوں کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ آپ ینبع کے لیے تیاری کریں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں آئے اور سارے کے سارے سامان کو گھیر لیا۔ تو کچھ لوگوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تقسیم کیوں نہیں کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے عذر کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی: مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰى وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ۙ كَیْ لَا یَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى کے بارے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس میں اہل القریٰ سے مراد بنی قریظہ ہیں۔ یعنی جو مال اللہ تعالیٰ نے بنی قریظہ کی جانب سے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر لوٹا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مہاجرین قریش کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ عطا فرمایا اور انہیں ہی اس کے لیے مخصوص کر دیا۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت زہری رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ اس مال سے مراد جزیہ اور خراج ہے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وہ مال جو اللہ تعالیٰ نے خیبر سے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا تھا وہ نصف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھا۔ اور دوسرا نصف مسلمانوں کے لیے تھا۔ پس وہ نصف جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھا اس میں کتیبہ، وطیح، سلالۃ اور وجدہ تھے۔ اور وہ حصہ جو مسلمانوں کے لیے تھا وہ شق تھا اور شق کے تیرہ حصے تھے اور نطاۃ کے پانچ حصے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر سے حاصل ہونے والا مال مسلمانوں میں سے کسی میں تقسیم نہیں کیا سوائے ان کے جو حدیبیہ میں حاضر تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ سے نکلتے وقت سوائے جابر بن عبد اللہ بن عمرو بن حزام انصاری کے کسی کو پیچھے رہنے کی اجازت عطا نہیں فرمائی اور لازم قرار دیا کہ وہ آپ کے ساتھ خیبر میں حاضر ہوں۔

ابو داؤد اور ابن مردویہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بنی نضیر، خیبر اور فدک سے حاصل ہونے والا مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھا۔ پس وہ سامان جو بنو نضیر سے حاصل ہوا وہ اپنے مصائب اور حوادث کے لیے روک لیا گیا اور فدک سے حاصل ہونے والا مال ابن سبیل کے لیے وقف ہو گیا اور جو خیبر سے حاصل ہوا تھا اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر ان میں سے دو جز مسلمانوں کے درمیان تقسیم فرما دیئے اور ایک حصہ اپنی ذات اور اہل و عیال کے خرچہ کے لیے روک لیا اور جو کچھ آپ کے گھریلو اخراجات سے بچ جاتا وہ آپ مہاجرین فقراء کو عطا فرما دیتے۔(2)

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے مصحف میں حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ اور حضرت زید

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 299، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابو داؤد، باب صفایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الاموال، جلد 2، صفحہ 57، مکتبہ امدادیہ ملتان

بن ثابت رضی اللہ عنہما کے مصنف میں حلال وحرام میں کوئی اختلاف نہیں۔ سوائے دو حرفوں کے کہ سورۂ انفال میں ہے: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ (الانفال: 41) اور سورۂ حشر میں ہے: مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ وَالْمُهَاجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ''

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ میں مال فے آیت میں مذکورہ تمام کے لیے تھا۔ پھر اسے سورۂ انفال کی آیت نے منسوخ کر دیا اور فرمایا: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ (الانفال: 41) پس اس آیت نے اس حکم کو منسوخ کر دیا جو اس سے پہلے سورۂ حشر میں تھا اور مال غنیمت کا خمس (پانچواں حصہ) ان کے لیے بنایا گیا جن کے لیے مال فے تھا۔ اور مال غنیمت کا باقی حصہ ان تمام لوگوں کے لیے ہو گیا جو جنگ میں شریک ہوتے۔

امام ابوعبید نے کتاب الاموال میں، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابوعوانہ، ابن حبان اور ابن مردویہ نے مالک بن اوس بن حدثان سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: دوپہر کے وقت حضرت عمر فاروق اعظم بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا۔ سو میں آیا اور آپ کے پاس حاضر ہوا۔ اس وقت آپ چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے درمیان اور چارپائی کی رسیوں کے درمیان کوئی بستر حائل نہیں تھا اور آپ چمڑے کے تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ تو آپ نے فرمایا: اے مالک! تیری قوم کے چند گھروں کے افراد ہمارے پاس آئے ہیں اور میں نے ان کے بارے میں رضخ (بچا کچھا سامان) کا حکم دیا ہے۔ پس تم وہ لے لو اور وہ ان کے درمیان تقسیم کر دو۔ تو میں نے عرض کی اے امیر المومنین! بلاشبہ وہ میری قوم ہے۔ لیکن اس معاملہ کے لیے میں ان کے پاس جانا ناپسند کرتا ہوں۔ اس لیے اس کے بارے آپ کسی اور کو حکم ارشاد فرمائیں۔ ابھی میں اس بارے میں آپ سے بات چیت کر رہا تھا کہ آپ کا غلام یرفاء آیا اور اس نے کہا: حضرت عثمان بن عفان، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم حاضر ہیں۔ آپ نے انہیں اجازت عطا فرمائی اور وہ اندر داخل ہوئے۔ پھر یرفاء آیا اور کہا: کہ حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما دونوں حاضر ہیں۔ آپ نے فرمایا انہیں بھی اندر آنے دو۔ چنانچہ وہ بھی اندر آ گئے۔ پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: سنو! آپ اس بارے میں مجھ سے زیادتی کر رہے ہیں۔ تو پاس بیٹھے ہوئے افراد نے کہا: اے امیر المومنین! ان دونوں کے درمیان فیصلہ فرما دیجئے اور ان میں سے ہر ایک کو اپنے ساتھی کی جانب سے راحت عطا کیجئے۔ کیونکہ اس میں آپ کے لیے بھی راحت ہے اور ان کے لیے بھی سکون ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: متانت سے کام لو اور آپ نے اپنے بازو چڑھائے۔ پھر ارشاد فرمایا: اے جماعت! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا تم نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک ہم وارث نہیں بناتے۔ جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ بے شک انبیا علیہم السلام کے وارث نہیں بنائے جاتے'' تو ان لوگوں نے جواب دیا: ہاں ہم نے یہ

ارشاد سنا ہے۔ پھر آپ حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: میں تم دونوں سے اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم نے بھی سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ تو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا اس بارے میں میں تم سے بات نہ کروں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ مال فے اپنے نبی مکرم ﷺ کے لیے خاص کیا تھا اور آپ کے سوا کسی اور کو عطا نہیں فرمایا۔ اس سے آپ کی مراد بنی نضیر سے حاصل ہونے والے اموال تھے۔ وہ صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کے لیے تھے آپ کے ساتھ کسی اور کا اس میں کوئی حق نہیں تھا۔ قسم بخدا! آپ نے اسے تمہارے سوا کسی کے لیے جمع نہیں کیا اور نہ اس کے لیے تم پر کسی اور کو ترجیح دی۔ تحقیق آپ ﷺ نے اسے تمہیں میں تقسیم فرمایا اور یہ مال اسی میں سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس سے اپنے گھر والوں کی سال بھر کی خوراک کے لیے لے لیتے تھے اور باقی فی سبیل اللہ خرچ کر دیتے تھے۔ اسی پر آپ ﷺ کا عمل جاری رہا یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفۃ الرسول بنے۔ انہوں نے کہا: میں تو رسول اللہ ﷺ کا نائب ہوں میں اسی طرح عمل کروں گا جس طرح آپ ﷺ کرتے تھے اور میں آپ ﷺ کی حیات طیبہ کی سیرت و کردار کے مطابق ہی چلوں گا۔ آپ بھی اس مال کی آمدن سے رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں کے لیے سال بھر کا ذخیرہ کر لیتے تھے اور باقی مال کے دیگر راستوں میں خرچ کر دیتے تھے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول مبارک تھا۔ پس حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی حیات طیبہ میں اس کا انتظام کرتے رہے یہاں تک کہ ان کا بھی وصال ہو گیا۔ میں کہتا ہوں (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کہ میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دونوں کا نائب ہوں۔ لہٰذا میں اس مال کے بارے میں اسی طرح عمل کروں گا جس طرح ان دونوں کا معمول تھا۔ اس لیے میں نے اسے قبضے میں لے رکھا ہے۔ پس جب تم دونوں میرے پاس آتے جاتے رہے۔ تو میرے لیے یہی مناسب ہے کہ میں یہ مال تم دونوں کے حوالے کر دوں اور تم دونوں سے یہ عہد و پیمان لے لوں کہ تم دونوں اس میں اسی طرح عمل کرو گے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور میں نے عمل کیا اور میں یہ مال تمہارے سپرد کر دوں۔ اے حاضر جماعت! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا میں یہ مال اس شرط کے ساتھ ان دونوں کے حوالے کر دوں؟ انہوں نے جواب دیا: قسم بخدا! جی ہاں (آپ کا یہ فیصلہ درست ہے) پھر آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: میں تم دونوں کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں: کیا مذکورہ شرط کے ساتھ میں یہ مال تمہارے سپرد کر دوں؟ دونوں نے جواب دیا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: اس کے سوا کسی اور فیصلے کے لیے تم دونوں مجھ سے التماس کر سکتے ہو۔ لیکن قسم بخدا! اس معاملے میں اس کے سوا میں کوئی فیصلہ نہیں کروں گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔ پس اگر تم دونوں اس سے عاجز آ جاؤ۔ تو پھر اسے میرے حوالے کر دینا۔ پھر اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۝ پس یہ سب مال رسول اللہ ﷺ کے لیے ہے، پھر ارشاد فرمایا: مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ

الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۝ پھر فرمایا: قسم بخدا! آپ ﷺ نے ان میں سے کسی کو بھی یہ مال عطا نہیں فرمایا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ۝ (نیز وہ مال) نادار مہاجرین کے لیے ہے جنہیں (جبراً) نکال دیا گیا تھا۔ ان کے گھروں سے اور جائیدادوں سے یہ (نیک بخت) تلاش کرتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی رضا اور (ہر وقت) مدد کرتے رہتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی۔ یہی راست باز لوگ ہیں) پھر قسم بخدا یہ مال صرف انہیں کے لیے نہیں بنایا بلکہ فرمایا: وَ الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَ لَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّاۤ اُوْتُوْا وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝ اور (اس مال میں) ان کا بھی حق ہے جو دار ہجرت میں مقیم ہیں اور ایمان میں (ثابت قدم) ہیں۔ پھر قسم بخدا! یہ مال صرف انہیں کو عطا نہیں فرمایا۔ بلکہ یہ ارشاد فرمایا: وَ الَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۝ (اور (اس مال میں) ان کا بھی حق ہے جو ان کے بعد آئے جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہمیں بھی بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لے آئے) پس رسول اللہ ﷺ نے اس حصے کو ان تمام پر تقسیم کیا جن کا اللہ تعالیٰ نے یہاں ذکر فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں باقی رہا تو صنعاء کے چرواہے بھی اپنا حق لیں گے اس وقت آپ کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔ (1)

عبدالرزاق، ابو عبید اور ابن زنجویہ دونوں نے الاموال میں، عبد بن حمید، ابو داؤد نے ناسخ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں مالک بن اوس بن حدثان سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ (التوبہ:60) یہاں تک کہ آپ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ تک پہنچے تو فرمایا: یہ ان کے لیے ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى یہاں تک کہ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ سے آخر آیت تک پہنچے۔ تو فرمایا: یہ مہاجرین کے لیے ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَ الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ...... الآیہ'' اور فرمایا یہ انصار کے بارے ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: وَ الَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ الآیہ اور فرمایا: یہ آیت تمام مسلمانوں کو محیط ہے اور کوئی بھی نہیں ہے مگر اس کا اس مال میں حق ہے۔ خبردار! تم اپنی وصیت کے مالک نہیں ہو۔ پھر فرمایا: اگر میں زندہ رہا تو اس سے وہ چرواہا بھی اپنا حصہ لے گا جو اپنے گدھوں کو چلا رہا ہوگا اور اس میں اس کی پیشانی بھی عرق آلود نہیں ہوئی۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت زید بن اسلم سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ تم اس مال کے لیے جمع ہو اور اس کے بارے غور و فکر کرو جسے تم جانتے ہو۔ پھر آپ نے انہیں فرمایا: بے شک میں نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اس مال کے لیے جمع ہو اور اس کے

1۔ صحیح مسلم، کتاب علم الفی، جلد 12-11، صفحہ 65 (17517)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 99-298، دارالکتب العلمیہ بیروت

بارے غور وفکر کرو جسے تم جانتے ہو اور میں نے کتاب اللہ کی یہ آیات پڑھی ہیں۔ پس وہ میرے لیے کافی ہیں۔ میں نے سنا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ ۙ كَیْ لَا یَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَ مَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ یَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ قسم بخدا! یہ صرف انہیں کے لیے نہیں بلکہ وَ الَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَ لَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّاۤ اُوْتُوْا وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۫ؕ وَ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ قسم بخدا! وہ صرف ان لوگوں کے لیے بھی نہیں بلکہ وَ الَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ قسم بخدا! مسلمانوں میں سے کوئی بھی نہیں ہے مگر اس کے لیے اس مال میں حق ہے کہ اسے اس میں سے دیا جائے یا اسے اس سے روک دیا جائے یہاں تک کہ عدن کے چرواہے کا حق بھی ہے۔ (1)

عبدالرزاق، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، ابن زنجویہ نے الاموال میں، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ سطح زمین پر کوئی مسلمان نہیں ہے مگر اس کے لیے اس مال میں حق ہے سوائے لونڈیوں کے۔ (2)

امام عبد بن حمید اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مال میں سے ایک حصہ تقسیم فرمایا۔ تو وہ لوگ اس پر آپ کی تعریف کرنے لگے۔ تو آپ نے فرمایا: تم کتنے احمق ہو اگر میرے اختیار میں ہوتا تو میں تمہیں اس سے ایک درہم بھی نہ دیتا۔ (3)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے ناسخ میں حضرت ابن ابی نجیح رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مال تین قسم کا ہے: مال غنیمت، مال فے اور مال صدقہ، اس میں سے کوئی درہم بھی نہیں ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا محل بیان کر دیا ہے

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قریب ہے اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں کو عجم سے بھر دے۔ پھر وہ انہیں شیر بنا دے۔ وہ نہیں بھاگیں گے اور وہ تمہارے جنگجوؤں کو قتل کر دیں گے اور تمہارے غنائم کو کھا جائیں گے۔ (4)

امام ابن سعد نے حضرت سائب بن یزید سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا ہے: قسم ہے اس ذات کی جس کے بغیر کوئی الہٰ نہیں! تین قسم کے لوگ ہیں جن میں سے ہر ایک کے لیے اس مال میں حق ہے۔ اسے دیا جائے یا اس سے روک لیا جائے۔ عبد مملوک کے سوا کوئی بھی کسی سے زیادہ حق نہیں رکھتا اور اس بارے میں میں بھی تمہاری طرح ہی ہوں۔ لیکن ہم کتاب اللہ کے مطابق اپنے درجات اور مراتب پر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے ہم

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 471، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 10، صفحہ 138 (33017)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 9، صفحہ 54، دار الفکر بیروت 4۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 564 (8583)، دار الکتب العلمیہ بیروت

تقسیم کر دیئے گئے ہیں۔ پس اسلام میں آدمی کے ساتھ اس کی آزمائش بھی ہے۔ اسلام میں آدمی کے ساتھ اس کا اسلام کی طرف آنا بھی ہے۔ اسلام میں آدمی کے ساتھ اس کی دولت مندی بھی ہے اور اسلام میں آدمی کے ساتھ اس کی حاجت بھی ہے، قسم بخدا! اگر میں زندہ رہا تو صنعاء کے پہاڑوں کا چرواہا بھی اس مال سے اپنا حصہ لے گا حالانکہ وہ اپنی جگہ پر ہی ہوگا۔(1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ لوگوں کو ان کی عطائیں اور ارزاق دے دو۔ تو انہوں نے آپ کی طرف جواب لکھا کہ ہم نے ایسا کر دیا ہے اور بہت سا مال باقی بچا ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف لکھ بھیجا کہ بے شک ان کا وہ مال فے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا ہے وہ نہ تو عمر کا ہے نہ ہی عمر کے خاندان کا اس لیے وہ ان کے درمیان تقسیم کر دو۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے مال پایا جو ان تین قسم کے لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیا گیا۔ یعنی مہاجرین، انصار اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔(4)

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ **وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا** کی تفسیر میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں غنائم عطا فرماتے تھے اور خیانت سے انہیں منع فرماتے تھے۔(5)

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ معنی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مال فے میں سے جو تمہیں عطا فرمائیں وہ لے لو اور مال فے میں سے جس سے تمہیں روک دیں تو اس سے رک جاؤ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری طاعت وامر میں سے جو تمہیں حکم دیں اسے اختیار کر لو اور میری نافرمانی اور گناہ سے روکیں تو رک جاؤ۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، نسائی اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: **وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا**۔ انہوں نے کہا: بے شک۔ پھر آپ نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: **وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ** (الاحزاب:36) الآیہ (نہ کسی مومن مرد کو یہ حق پہنچتا ہے اور نہ کسی مومن عورت کو کہ جب فیصلہ فرمادے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کسی معاملہ کا تو پھر انہیں کوئی اختیار ہو اپنے اس معاملہ میں) فرمایا: بے شک میں یہ شہادت دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دباء، حنتم، نقیر اور مزفت سے منع فرمایا ہے (یہ چاروں زمانہ جاہلیت کے برتن ہیں جن میں شراب تیار کی جاتی تھی)(6)

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 3، صفحہ 299، دار صادر بیروت
2۔ ایضاً
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 471 (83018)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ ایضاً (33019)
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 526 (33536)
6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 71 (23792)

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم دونوں سے سنا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ شہادت دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دباء، حنتم، نقیر اور مزفت سے منع فرمایا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔

امام عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے خوب صورتی کے لیے بال گودنے اور گودوانے والیوں پر۔ پیشانی کے بال اکھیڑنے والیوں پر اور دانت کھودوانے والیوں پر اور ان پر جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تغیر اور تبدیلی کرتی ہیں۔ پس یہ خبر بنی اسد کی ایک عورت جسے ام یعقوب کہا جاتا تھا، تک پہنچی تو وہ آپ کے پاس آئی اور اس نے کہا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ نے ایسا ایسا کرنے والیوں پر لعنت کی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: کیا ہے مجھے کہ میں اس پر لعنت نہ کروں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے اور وہ کتاب اللہ میں ہے۔ اس عورت نے کہا: تحقیق جو کچھ ان دو تختیوں کے درمیان ہے میں نے اسے پڑھا ہے اور میں نے اس میں ایسی کوئی شے نہیں پائی۔ تو آپ نے فرمایا: اگر تو اسے پڑھتی تو یقیناً اسے پا لیتی۔ کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی: وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ اس نے کہا: بے شک! (میں نے یہ آیت پڑھی ہے) تو آپ نے فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (1) واللہ اعلم!۔

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۚ﴿۸﴾ وَ الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَ لَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ۫ وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۹﴾

"(نیز وہ مال) نادار مہاجرین کے لیے ہے جنہیں (جبراً) نکال دیا گیا تھا ان کے گھروں سے اور جائیدادوں سے، یہ (نیک بخت) تلاش کرتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی رضا اور (ہر وقت) مدد کرتے رہتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی۔ یہی راست باز لوگ ہیں۔ اور (اس مال میں) ان کا بھی حق ہے جو دار ہجرت میں مقیم ہیں اور ایمان میں (ثابت قدم) ہیں مہاجرین (کی آمد) سے پہلے، محبت کرتے ہیں ان سے جو ہجرت کر کے ان کے پاس آتے ہیں اور نہیں پاتے اپنے سینوں میں کوئی خلش اس چیز کے بارے میں جو مہاجرین کو دے دی جائے اور ترجیح دیتے ہیں انہیں اپنے آپ پر اگرچہ خود انہیں اس چیز کی شدید حاجت ہو۔ اور جس کو بچا لیا گیا اپنے نفس

1۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 205، وزارت تعلیم اسلام آباد

کی حرص سے تو وہی لوگ بامراد ہیں"۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا الآیہ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ وہ مہاجرین ہیں جنہوں نے گھروں، مالوں، گھر کے افراد اور خاندانوں کو چھوڑ دیا اور اللہ تعالیٰ اور رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں گھروں سے نکل پڑے اور اسلام کو اختیار کر لیا حالانکہ اس میں اذیتیں اور تکلیفیں تھیں۔ یہاں تک کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ کوئی آدمی اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا تا کہ اس کے سبب وہ شدید بھوک کی حالت میں بھی اپنی کمر کو سیدھا رکھ سکے اور کوئی آدمی سردی کے موسم میں گڑھا بنا لیتا اور اس کے پاس اس کے سوا کوئی لحاف وغیرہ نہیں ہوتا تھا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ الآیہ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس آیت میں مراد انصار کے قبیلے کے وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں میں مشرف باسلام ہوئے اور انہوں نے حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم رنجہ فرما ہونے سے دو سال قبل مساجد بنا لیں اور اللہ تعالیٰ نے یہاں تعریف فرما کر ان پر احسان فرمایا: یہی وہ پہلے دو گروہ ہیں جنہوں نے اس آیت سے اپنی فضیلت کو پا لیا ہے اور دونوں اس خیر اور بھلائی پر چلتے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان کا حصہ اس مال فے میں بیان فرما دیا ہے۔ پھر تیسرے گروہ کا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا: وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا...... الآیہ" فرمایا: بے شک اس میں انہیں حکم دیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے لیے مغفرت طلب کرتے رہیں اور انہیں ان کو گالی گلوچ دینے کی اجازت نہیں دی گئی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس آیت میں یہ انصار کی سخاوت کی تعریف ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں اس ایمان اور مہاجرین کے لیے ان کے ایثار اور قربانی کو دیکھا کیونکہ اس مال فے سے انصار کو کوئی شے نہیں ملی تھی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت یزید بن الاصم رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انصار نے کہا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہمارے درمیان اور ہمارے مہاجر بھائیوں کے درمیان نصف نصف تقسیم فرما دیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ وہ تمہارے ساتھ محنت و مشقت میں معاونت کریں گے اور تم انہیں پھلوں میں سے حصہ عطا کرو گے اور زمین تمہاری ہی رہے گی۔ تو انہوں نے عرض کی: ہم اس پر راضی اور خوش ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مہاجرین کو انصار پر یہ فضیلت حاصل ہے کہ انہوں نے اپنے سینوں میں (ان کے بارے) کوئی حسد نہیں پایا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو مہاجرین اولین کے بارے وصیت کرتا ہوں کہ ان کے حقوق کو پہچانے اور ان کے لیے ان کی عزت و احترام کی حفاظت کرے اور میں اسے ان انصار کے بارے بھی وصیت کرتا ہوں جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہجرت

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 5، صفحہ 31-330 (26596)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

فرما ہونے سے پہلے دار ہجرت میں مقیم رہے اور ایمان میں ثابت قدم رہے کہ وہ ان کی نیکیوں اور اعمال خیر کو قبول کرے اور ان کی خطاؤں اور غلطیوں کو معاف کردے۔(1)

امام زبیر بن بکار رحمہ اللہ نے اخبار المدینہ میں حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مدینہ طیبہ کے دس نام ہیں، یعنی مدینہ، طیبہ، طابہ، مسکینہ، جابرہ، مجبورہ، تبدد، یثرب اور دار۔

رہا ارشاد گرامی وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ اس کے بارے امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ مجھے مشقت اور فاقے نے آلیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے اپنی ازواج کی طرف پیغام بھیجا لیکن ان کے پاس سے کوئی شے نہ پائی اور فرمایا کیا کوئی آدمی ہے جو آج کی رات مہمان نوازی کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔ تو انصار میں سے ایک آدمی نے کہا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: میں یا رسول اللہ! ﷺ۔ پس وہ اسے اپنے گھر لے گیا اور اپنی بیوی سے کہا رسول اللہ ﷺ کے مہمان کی عزت و تکریم کیجئے تو کوئی شے بچا کر نہیں رکھے گی۔ اس نے کہا: قسم بخدا! میرے پاس بچوں کی خوراک کے سوا کچھ نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: جب بچوں کے رات کے کھانے کا وقت ہو تو انہیں سلا دینا اور آگے بڑھ کر چراغ بجھا دینا۔ آج کی رات ہم رسول اللہ ﷺ کے مہمان کی خاطر اپنے پیٹ کو بھوکا رکھیں گے۔ تو اس وفا شعار بیوی نے ایسا ہی کیا۔ پھر صبح کے وقت مہمان حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فلاں اور فلانہ کو خوب پسند فرمایا ہے اور انہیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔(2)

امام مسدد نے مسند میں، ابن ابی الدنیا نے کتاب قری الضیف میں اور ابن منذر رحمہم اللہ نے ابو المتوکل ناجی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی تین دن تک روزے دار رہا۔ شام ہوتی تو وہ افطاری کے لیے کوئی شے نہ پاتا اور صبح پھر روزہ رکھ لیتا۔ یہاں تک کہ انصار کا ایک آدمی جسے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے اسے اس کے بارے معلوم ہوا۔ تو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا: آج رات میں اپنے ساتھ ایک مہمان کو لاؤں گا۔ جب تم اپنا کھانا رکھ چکو تو تم میں سے ایک چراغ کو درست کرنے کے لیے اس کے پاس کھڑا ہو جائے اور پھر اسے بجھا دے۔ پھر تم اپنے ہاتھ کھانے کی طرف بڑھاتے رہنا گویا کہ تم کھا رہے ہو، لیکن کھانا نہیں۔ یہاں تک کہ ہمارا مہمان خوب سیر ہو کر کھالے۔ پس جب شام ہوئی تو وہ اسے لے گیا اور انہوں نے اپنا کھانا سامنے چن دیا اور اس کی رفیقہ حیات چراغ کے پاس کھڑی ہو گئی، گویا وہ اسے درست کرنے لگی ہے۔ تو اسے بجھا دیا۔ پھر وہ کھانے پر اپنے ہاتھ مارنے لگے گویا کہ وہ کھا رہے ہیں، حالانکہ وہ کھا نہیں رہے تھے۔ یہاں تک کہ ان کا مہمان خوب سیر ہو گیا اور اس وقت ان کا کھانا ایک روٹی تھی اور یہی ان کی خوراک تھی۔ جب صبح کے وقت حضرت ثابت رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ثابت! گزشتہ

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 282 (34787)، دار الفکر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 26-725، وزارت تعلیم اسلام آباد

رات اللہ تعالیٰ تم سے اور تمہارے مہمان سے خوب متعجب ہوا ہے"۔ پس انہی کے بارے میں مذکورہ آیت نازل ہوئی۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کسی آدمی کو بکری کا سر بطور ہدیہ دیا گیا۔ تو اس نے کہا: بے شک میرا فلاں بھائی اور اس کے گھر والے میری نسبت اس کے زیادہ ضرورت مند ہیں۔ تو انہوں نے وہ سر ان کی طرف بھیج دیا۔ پس مسلسل اسے ایک دوسرے کی طرف (اسی جذبے کے تحت) بھیجتا رہا حتی کہ سات گھر والوں نے اس سر کو پھرایا یہاں تک کہ وہ پہلا آدمی (جس سے وہ چلا تھا) اس کی طرف وہ لوٹ گیا۔ تو اس پر مذکورہ آیت نازل ہوئی (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا کہ خَصَاصَةٌ سے مراد فاقہ ہے۔

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے ان سے کہا: مجھے خوف ہے کہ میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ تو آپ نے پوچھا: وہ کیسے؟ اس نے عرض کی: بے شک میں نے سنا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝ اور میں تو حریص اور لالچی آدمی ہوں اور قریب نہیں ہے کہ مجھ سے کوئی شے خارج ہو جائے گی۔ تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: وہ شح نہیں ہے بلکہ وہ بخل ہے اور بخل میں کوئی فائدہ اور خیر نہیں ہے اور وہ شح جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا مال ظلماً کھائے۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے۔ شحیح کا یہ مفہوم نہیں کہ آدمی اپنا مال روک لے۔ بلکہ یہ تو بخل ہے اور یہ شر اور برا ہے۔ اور شُحٌّ کا معنی یہ ہے کہ آدمی کی آنکھ اس شے کی طرف اٹھے جو اس کی نہیں۔

ابن منذر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے ایسی عورت کی طرف دیکھا جس کا وہ مالک نہیں یہ شُحٌّ کہلاتا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے: بخل یہ ہے کہ آدمی اس شے کے ساتھ بخل کرے جو اس کے ہاتھ میں ہے اور شُحٌّ یہ ہے کہ وہ اس شے پر حریص ہو جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہو۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے تھے اور دعا مانگ رہے تھے۔ اے اللہ! مجھے میرے نفس کی حرص سے بچا۔ اس سے زائد وہ کچھ نہیں کہتے تھے۔ جب ان سے اس کے بارے استفسار کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: جب مجھے میرے نفس کی حرص سے محفوظ رکھا گیا تو نہ میں چوری کروں گا، نہ زنا کروں گا اور نہ ہی میں نے اس قسم کا کوئی کام کیا ہے۔ (3)

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 526 (3799)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 52، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا شُحَّ سے مراد حرام کو داخل کرنا اور زکوٰۃ کو روکنا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کی وہ اپنے نفس کی حرص سے محفوظ رہا۔

خرائطی نے مساوی الاخلاق میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ شُحَّ بخل کی نسبت زیادہ شدید اور سخت ہے۔ کیونکہ شحیح اس شے کا حریص ہوتا ہے جو اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور وہ اسے روک لیتا ہے اور جو لوگوں کے پاس ہو اس پر وہ حرص کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اسے لے لے اور بخیل صرف اسی شے پر بخل کرتا ہے جو اس کے اپنے پاس ہو۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے کتاب ذم البخل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو پیدا فرمایا اور پھر اسے کہا: تو بول۔ تو اس نے کہا: قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۝ (المومنون) پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے میری عزت وجلال کی قسم! کوئی بخیل تجھ میں داخل نہیں ہوگا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: تین عمل جس آدمی کے ہوں گے وہ شُحّ (حرص) سے بری اور محفوظ رہے گا۔ وہ آدمی جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کی اور مہمان کی مہمان نوازی کی اور مصائب اور قحط کے وقت لوگوں کو اپنے مال میں سے عطا کیا۔

امام حکیم ترمذی، ابو یعلی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام کو ثابت کرنے والی کوئی شے کبھی شُحَّ کو ثابت نہیں کرتی۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو زرعہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی جس کے دل میں فقر وافلاس ہو تو دنیا میں اسے کثیر ترین مال بھی غنی نہیں کر سکتا اور اسے نفس کی حرص نقصان دیتی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجمع بن یحییٰ بن جاریہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میرے چچا خالد بن یزید بن جاریہ رضی اللہ عنہ نے مجھے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شُحَّ (حرص) سے وہ محفوظ رہا جس نے زکوٰۃ ادا کی، مہمان کی عزت وتکریم کی اور مصیبت وتکلیف کی حالت میں کسی کو کچھ عطا کیا۔

امام ابن ابی شیبہ، نسائی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں کبھی بھی کسی بندے کے پیٹ میں جمع نہیں ہوگا اور نہ ہی کبھی کسی بندے کے دل میں ایمان اور شُحّ (حرص) جمع ہو سکتے ہیں۔ (2)

امام ترمذی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

1۔ مسند ابو یعلی، جلد 3، صفحہ 237 (3475)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 82 (2395)، دار الکتب العلمیہ بیروت

فرمایا: دو خصلتیں کسی مسلمان کے پیٹ میں جمع نہیں ہوسکتیں: ایک بخل اور دوسری سوء ظن۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی آدمی میں سب سے بڑا شر غمزدہ کر دینے والی حرص اور خواہشات کا بندہ بنا دینے والی بزدلی ہے۔(2)

امام احمد، امام بخاری نے الادب میں، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن کی تاریکیاں ہے۔ اور شُحّ (حرص) سے بچو کیونکہ حرص نے انہیں ہلاک اور برباد کیا جو تم سے پہلے تھے اور انہیں اس پر ابھارا کہ وہ اپنے خون بہائیں اور محارم کو حلال سمجھیں۔(3)

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شُحّ (حرص) اور بخل سے بچو کیونکہ اس نے تم سے پہلے لوگوں کو اس پر برانگیختہ کیا کہ وہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ قطع تعلقی کریں۔ پس انہوں نے قطع تعلقی کر لی اور اس نے انہیں اس پر ابھارا کہ وہ محارم کو حلال سمجھیں۔ پس وہ انہیں حلال سمجھنے لگے اور اس نے انہیں اس طرف دعوت دی کہ وہ اپنے خون بہائیں۔ چنانچہ وہ خون بہانے لگے۔(4)

امام ترمذی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی فوت ہوا۔ تو لوگوں نے کہا: اس کے لیے تو جنت کی بشارت ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شاید تم نہیں جانتے کہ اس نے ایسی شے کے بارے گفتگو کی ہو جو لایعنی اور بے مقصد ہو۔ یا ایسی شے کے بارے بخل کیا ہو جو اس کے لیے نفع بخش نہ ہو۔(5)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ غزوۂ احد کے دن ایک آدمی مقتول ہوا۔ تو ایک عورت آئی اور اس نے کہا: اے میرے بیٹے تجھے شہادت مبارک ہو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: تجھے کیا معلوم شاید اس نے ایسی شے کے بارے گفتگو کی ہو جو لایعنی اور بے مقصد ہو اور یہ ایسی شے کے بارے بخل کرتا ہو جو اس کے لیے نفع بخش اور فائدہ مند نہ ہو۔(6)

امام بیہقی نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو خصلتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے اور دو خصلتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ مبغوض قرار دیتا ہے۔ پس وہ دو خصلتیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے وہ سخاوت اور سماحت (فیاض ہونا، بخشش کرنا) ہیں۔ اور وہ دو خصلتیں جنہیں اللہ تعالیٰ مبغوض سمجھتا ہے وہ سوء خلق اور بخل ہیں۔ پس جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے لیے خیر اور بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ اسے لوگوں کی حاجات پوری کرنے پر لگا دیتا ہے۔(7)

امام ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

1۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 302 (1962)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 424 (10831)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 320، وزارت تعلیم اسلام آباد
4۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 425 (10833)
5۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 483 (2316)
6۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 425 (10836)
7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 426 (10839)

نے فرمایا: جس نے زکوٰۃ ادا کی، مہمان کی عزت و تکریم کی اور کسی کی تکلیف اور فاقہ کشی کی حالت میں اسے کچھ دیا وہ شح (حرص و بخل سے) محفوظ اور بری ہے۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور آپ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سخاوت اللہ تعالیٰ سے دور نہیں لے جاتی۔ بلکہ سخی اللہ تعالیٰ کے قریب ہوگا اور جب قیامت کے دن وہ اسے ملے گا تو وہ اسے اپنے دست قدرت سے پکڑے گا اور اس کے گناہ معاف فرما دے گا۔ (2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن شعیب سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امت کے پہلے (دور کے لوگوں کی) اصلاح اور سلامتی زہد اور تقویٰ کے ساتھ ہے اور اس کے آخری (دور کے لوگوں کی) ہلاکت بخل اور فجور کے سبب ہے۔ (3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے اور آپ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سخی اللہ تعالیٰ کے قریب ہوگا اور جنت کے قریب ہوگا اور جہنم سے دور ہوگا۔ اور بخیل اللہ تعالیٰ سے دور ہوگا، وہ جنت سے دور ہوگا اور جہنم کے قریب ہوگا اور جاہل سخی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بخیل عابد سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہوتا ہے۔ (4)

بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سخی اللہ تعالیٰ کے قریب ہے، وہ جنت کے قریب ہے اور لوگوں کے بھی قریب ہے اور وہ جہنم سے دور ہے اور بخیل اللہ تعالیٰ سے دور ہے، جنت سے دور ہے اور لوگوں سے بھی دور ہے اور جہنم کے قریب ہے اور یقیناً جاہل سخی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بخیل عابد سے زیادہ محبوب ہے۔ (5)

ابن عدی نے الکامل میں اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے اور بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سخی اللہ تعالیٰ کے قریب ہے۔ وہ جنت کے قریب ہے، وہ لوگوں کے بھی قریب ہے اور جہنم سے دور ہے اور بخیل اللہ تعالیٰ سے دور ہے، وہ جنت سے دور ہے، وہ لوگوں سے بھی دور ہے اور جہنم کے قریب ہے۔ اور فاجر سخی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بخیل عابد کی نسبت زیادہ پسندیدہ ہے اور کون سی بیماری ہے جو بخل سے بڑھ کر بیمار کرنے والی ہو۔ (6)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بنی سلمہ! آج تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے عرض کی: جد بن قیس۔ لیکن ہم اس سے بخل کرتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کون سی بیماری ہے جو بخل سے بڑھ کر بیمار کرنے والی ہو؟ البتہ تمہارے سردار حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ ہیں۔ (7)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو فرمایا:

1۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 427 (10842)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (10843)
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 29-428 (10845) 4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 428 (10847) 5۔ ایضاً (10848)
6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 429 (10851) 7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 430 (10855)

اے بنی سلمہ! تمہارا سردار کون ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا جد بن قیس اور بے شک ہم اس سے بخل رکھتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کون سی بیماری ہے جو بخل سے بڑھ کر بیمار کرنے والی ہو؟ البتہ تمہارا سردار سراپا خیر و برکت حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ دور جاہلیت میں ان کے مہمان ہوتے تھے۔ مزید کہا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا ولیمہ کیا تھا جب آپ نے شادی کی۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے بنی سلمہ! تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے بتایا: جد بن قیس۔ تو آپ ﷺ نے پوچھا: تم اسے کس سبب سے سردار مانتے ہو؟ تو انہوں نے بتایا: اس لیے کہ وہ ہم سے زیادہ مال دار اور دولت مند ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہم اس کے لیے بخل کا گمان رکھتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون سی بیماری ہے جو بخل سے بڑھ کر بیمار کرنے والی ہے۔ وہ تمہارا سردار نہیں ہے۔ انہوں نے عرض کی: تو ہمارا سردار کون ہے یا رسول اللہ! ﷺ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا سردار براء بن معرور رضی اللہ عنہ ہے۔ بیہقی نے کہا کہ یہ روایت مرسل ہے۔(2)

امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بنی عبید! تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے بتایا جد بن قیس۔ اس کے باوجود اس میں بخل پایا جاتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کون سی بیماری ہے جو بخل سے بڑھ کر بیمار کرنے والی ہو؟ بلکہ تمہارا سردار تمہارے سردار کا بیٹا بشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہ ہے۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بخیل جنت میں داخل نہیں ہوگا اور نہ ہی دغا باز، خیانت کرنے والا اور اپنی ملکیت میں رہنے والوں کے ساتھ بدسلوکی کرنے والا جنت میں داخل ہوں گے۔ سب سے اول جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے وہ غلام ہوں گے بشرطیکہ انہوں نے ان امور اور ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے ادا کیا ہو جو ان کے درمیان اور اللہ تعالیٰ اور ان کے مالکوں کے درمیان تھیں۔(4)

بیہقی نے ابو سہل واسطی سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اس دین کو اپنے لیے چن لیا ہے اور بلاشبہ اس دین کی سلامتی سخاوت اور حسن اخلاق کے ساتھ ہے۔ پس تم ان دونوں کے ساتھ دین کی تعظیم و تکریم کرو۔(5)

امام بیہقی نے کئی طرق سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور آپ نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے مجھے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بے شک اس دین کو میں نے اپنی ذات کے لیے پسند کیا ہے۔ سخاوت اور حسن خلق کے سوا کوئی بھی اسے سلامت نہیں رکھ سکتی۔ پس تم ان دونوں کے ساتھ اس کی عزت و تکریم کرو جب تک تم اس کے ساتھ زندگی گزار رہے ہو۔(6)

1۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 431 (10859)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 430 (10857)
3۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 242 (4965)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 431 (10862)
5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 432 (10863)
6۔ ایضاً، (10865)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن جراد سے بیان کیا ہے اور اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم نیکی تلاش کرو تو اسے چہروں کی خوبصورتی اور حسن میں تلاش کرو۔ قسم بخدا! بخیل کے سوا کوئی جہنم میں داخل نہیں ہوگا، اور کوئی شحیح (حریص) جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ بے شک السخاء جنت میں ایک درخت ہے جسے سخاء کہا جاتا ہے اور الشح جہنم میں ایک درخت ہے جسے شُحّ کہا جاتا ہے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: السخاء جنت کے درختوں میں سے ایک درخت ہے۔ اس کی ٹہنیاں دنیا میں لٹکی ہوئی ہیں۔ پس جس نے اس کی کوئی ٹہنی پکڑ لی، وہ ٹہنی اسے جنت کی طرف راہنمائی کرے گی۔ اور بخل جہنم کے درختوں میں سے ایک درخت ہے۔ اس کی ٹہنیاں دنیا میں لٹکی ہوئی ہیں۔ جس نے اس کی کوئی ٹہنی پکڑ لی تو وہ ٹہنی اسے جہنم کی طرف لے جائے گی۔ بیہقی نے کہا ہے یہ روایت ضعیف ہے۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سخا۔ (سخاوت) جنت میں ایک درخت ہے۔ پس جو سخی ہوا اس نے اس کی ٹہنی پکڑ لی اور اب وہ ٹہنی اسے نہیں چھوڑے گی یہاں تک کہ وہ اسے جنت میں داخل کردے گی۔ اور شح (حرص وبخل) جہنم میں ایک درخت ہے۔ پس جو حریص ہوا اس نے اس کی ایک ٹہنی پکڑ لی اور وہ ٹہنی اسے نہیں چھوڑے گی یہاں تک کہ وہ اسے جہنم میں داخل کردے گی۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ تیرہ آدمی حاضر ہوئے جو سفری لباس پہنے ہوئے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام پیش کیا۔ پھر عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ مردوں میں سے سید (سردار) کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام ہیں۔ انہوں نے پھر عرض کی: کیا آپ کی امت میں کوئی سید (سردار) ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں موجود ہے۔ فرمایا: وہ آدمی جس نے حلال مال دیا اور خوب فیاضی کے ساتھ دوسروں تک رزق پہنچایا تو وہ فقیر کے قریب ہوا اور لوگوں میں اس کی شکایت کم ہوگئی۔(4)

امام بخاری، مسلم اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بخیل اور صدقہ کرنے والے کی مثال بیان فرمائی کہ وہ ایسے دو آمیوں کی طرح ہیں جو لوہے کے جبے پہنے ہوئے ہوں اور ان کے ہاتھ ان کے سینے اور ان کی ہنسلی کے ساتھ ہی جکڑے ہوئے ہوں۔ سو جب بھی اس نے صدقہ دیا تو وہ اس سے کھل گیا۔ یہاں تک کہ وہ اس کے پوروں کو ڈھانپ لیتا ہے اور اس کے اثر اور نشان کو مٹا دیتا ہے۔ اور بخیل نے جب بھی صدقہ کا قصد اور ارادہ کیا تو وہ (جبہ) اور سکڑ گیا اور ہر حلقے نے اپنی جگہ بنالی۔ پس وہ آدمی اسے کھلا کرتا ہے لیکن وہ کھلا ہوتا نہیں۔(5)

1۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 435 (10876)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، (10875) 3۔ ایضاً، (10877)
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 440 (10898) 5۔ صحیح مسلم، باب مثل المنفق والبخیل، جلد 1، صفحہ 329،

امام زبیر بن بکار رحمہ اللہ نے الموفقیات میں عبداللہ بن ابی عبید بن محمد بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سرزمین روم کی ایک طرف سے قیدی لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر اسلام پیش کیا۔ لیکن انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی گردنیں مار دینے کا حکم ارشاد فرمایا۔ یہاں تک کہ جب آپ ان کے آخری آدمی تک پہنچے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے خالد! اس آدمی سے رک جاؤ۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری قوم میں مجھ پر اس سے بڑھ کر شدید اور سخت آدمی کوئی نہیں تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں جو مجھے اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ خبر دے رہے ہیں کہ یہ آدمی اپنی قوم میں سخی ہے، سو تم اس سے رک جاؤ۔ پھر وہ رومی آدمی مشرف باسلام ہو گیا۔

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۱﴾ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۳﴾ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ۭ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ۭ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴﴾

''اور (اس مال میں) ان کا بھی حق ہے جو ان کے بعد آئے جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہمیں بھی بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لے آئے اور نہ پیدا کر ہمارے دلوں میں بغض اہل ایمان کے لیے اے ہمارے رب! بے شک تو رؤف رحیم ہے۔ کیا آپ نے منافقوں کی طرف نہیں دیکھا جو کہتے ہیں اپنے بھائیوں سے جنہوں نے کفر کیا اہل کتاب میں سے کہ اگر تمہیں (یہاں سے) نکالا گیا تو ہم بھی

ضرور تمہارے ساتھ یہاں سے نکل جائیں گے اور ہم تمہارے بارے میں کسی کی بات ہرگز نہیں مانیں گے، اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے۔ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ بالکل جھوٹ بول رہے ہیں۔ (سن لو!) اگر یہودیوں کو نکالا گیا تو یہ نہیں نکلیں گے ان کے ساتھ۔ اور اگر ان سے جنگ کی گئی تو یہ ان کی مدد نہیں کریں گے اور اگر (جی کڑا کر کے) انہوں نے ان کی مدد کی تو یقیناً پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے، پھر ان کی مدد نہ کی جائے گی۔ (اے فرزندان اسلام!) ان (یہودیوں) کے دلوں میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ تمہارا ڈر ہے۔ یہ اس لیے کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں۔ (یہ بڑے بزدل ہیں) کبھی اکٹھے ہو کر (کھلے میدان میں) تم سے جنگ نہیں کریں گے جنگ کریں گے تو قلعہ بند بستیوں میں یا دیواروں کی آڑ لے کر۔ ان کا اختلاف آپس میں بہت سخت ہے، تم انہیں متحد خیال کرتے ہو حالانکہ ان کے دل متفرق ہیں۔ یہ اس لیے کہ یہ بے عقل لوگ ہیں''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یعنی وہ لوگ جو ان کے بعد اسلام لائے۔ تو انہوں نے عبداللہ بن نبتل اور اوس بن قیظی کو بھی شامل کیا ہے۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لوگ تین مراتب اور درجات میں ہیں ان میں سے دو کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اور ایک رتبہ کا ذکر باقی ہے اور اچھا ہوتا کہ تم اس پر ہوتے یعنی تم اس رتبہ اور درجہ پر ہو جس کا ذکر ابھی باقی ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ الآیہ۔ پھر فرمایا: اس سے مراد مہاجرین ہیں اور یہ وہ رتبہ ہے جو گزر چکا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ الآیہ۔ پھر ارشاد فرمایا: یہ انصار کا ذکر ہے۔ یہ رتبہ بھی گزر چکا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ تحقیق دو رتبے گزر گئے اور یہ تیسرا رتبہ باقی ہے اور اچھا ہے کہ تم اس رتبہ پر ہو۔ یعنی تم اس درجہ میں سے ہو جاؤ۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس آیت میں ان کے لیے استغفار کا حکم دیا گیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ انہوں نے دین میں نئے عمل کا ارتکاب نہیں کیا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن انباری نے مصاحف میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: انہیں حکم دیا گیا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے لیے استغفار کریں تو انہوں نے انہیں گالی گلوچ دیں۔ پھر آپ نے مذکورہ آیت پڑھی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کے بارے سنا کہ وہ بعض مہاجرین پر اعتراضات اور ان کے بارے غلط الفاظ استعمال کرتا ہے۔ تو آپ نے اس پر یہ آیت پڑھی: لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الآیہ۔ پھر فرمایا یہ مہاجرین کا ذکر ہے کیا تو ان میں سے ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: وَ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 526 (3800)، دار الکتب العلمیہ بیروت

الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ الآیہ، فرمایا یہ انصار کا ذکر ہے۔ کیا تو ان میں سے ہے؟ اس نے جواب دیا: نہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ الآیہ۔ پھر فرمایا: کیا تو ان میں سے ہے؟ اس نے کہا: میں امید کرتا ہوں (کہ میں ان میں سے ہوں) تو آپ نے فرمایا: نہیں جو انہیں گالیاں دیتا ہے وہ ان میں سے نہیں ہوسکتا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ تک یہ خبر پہنچی کہ کسی آدمی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ کہا تو آپ نے اسے بلایا اور اپنے سامنے بٹھالیا۔ پھر اس پر یہ آیت پڑھی لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الآیہ۔ فرمایا: کیا تو ان میں سے ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ الآیہ اور فرمایا: کیا تو ان میں سے ہے؟ اس نے کہا: میں امید کرتا ہوں کہ میں ان میں سے ہوں۔ تو آپ نے فرمایا: نہیں۔ قسم بخدا! وہ ان میں سے نہیں ہوسکتا جو انہیں پاتا ہو اور اس کے دل میں ان کے خلاف کینہ اور حسد موجود ہو۔

عبد بن حمید نے حضرت اعمش سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی: وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ۔

امام حکیم ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: اس اثناء میں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی اہل جنت میں سے ایک آدمی آ رہا ہے۔ پس انصار میں سے ایک آدمی آیا، اس کے ڈاڑھی سے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا اور وہ بائیں ہاتھ میں اپنا جوتا لٹکائے ہوئے تھا۔ پھر جب دوسرا دن ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پر ابھی اہل جنت میں سے ایک آدمی آئے گا۔ چنانچہ وہی آدمی اپنی پہلے دن کی کیفیت میں آیا۔ پھر جب مزید اگلا دن (تیسرا دن) آیا تو رسول اللہ ﷺ نے پھر اسی طرح فرمایا۔ پھر وہی آدمی آیا۔ پس جب وہ آدمی اٹھا تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس کے پیچھے پیچھے گئے اور فرمایا: میرا اپنے باپ سے جھگڑا ہو گیا ہے اور میں نے یہ قسم کھائی ہے کہ میں اس کے پاس تین دن تک نہیں جاؤں گا۔ پس اگر تو مناسب خیال کرے تو مجھے اپنے پاس پناہ دے دے تاکہ میری قسم کھل جائے۔ کیا میں ایسا کرلوں؟ اس نے جواب دیا: ہاں! حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے رات اس کے ساتھ گزاری اور انہوں نے رات میں کسی بھی وقت اسے اٹھتے نہیں دیکھا۔ سوائے اس کے کہ جب وہ اپنے بستر پر کروٹ بدلتا۔ تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا اور اس کی عظمت و کبریائی کا ذکر کرتا۔ یہاں تک کہ صبح کی نماز کے لیے وہ اٹھا اور خوب اچھی طرح وضو کیا۔ مگر میں نے اسے کلمہ خیر کہنے کے بغیر کچھ کہتے نہیں سنا۔ پس جب میں تین راتیں گزار چکا اور قریب تھا کہ میں اس کے عمل کو حقیر گمان کرتا۔ میں نے کہا: اے عبداللہ! (اے اللہ کے بندے) بے شک میرے اور میرے والد کے درمیان نہ کوئی جھگڑا اور ناراضگی ہے اور نہ کوئی فراق اور جدائی ہے۔ لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو تیرے بارے میں تین مجالس میں تین بار یہ فرماتے سنا ہے کہ ابھی تم پر اہل جنت میں سے ایک آدمی داخل ہوگا اور تینوں مرتبہ تو ہی آیا۔ سو میں نے ارادہ کیا کہ میں تیرے پاس ٹھہروں اور تیرے عمل کو دیکھوں۔ پس جب میں وہ دیکھ چکا تو میں وہاں سے واپس آ گیا۔ جب میں نے پیٹھ پھیری، تو اس نے مجھے بلایا اور کہا: عمل تو وہی ہے جو تو نے دیکھ لیا ہے مگر میں اپنے دل میں کبھی بھی مسلمان کے لیے کوئی کینہ اور حسد نہیں رکھتا۔ اور جو خیر و برکت اللہ تعالیٰ نے اسے عطا فرمائی

ہے اس پر بھی حسد نہیں کرتا۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے اسے فرمایا: یہی ہے وہ (عمل) جس نے تجھے (جنت میں) پہنچادیا ہے اور یہی ہے وہ (عمل) جس کی ہم طاقت اور استطاعت نہیں رکھتے۔(1)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عبدالعزیز بن ابی رواد رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک آدمی نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ پس جب وہ واپس پھرا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ آدمی اہل جنت میں سے ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں اس آدمی کی طرف آیا اور کہا اے چچا! کیا آپ میری مہمان نوازی کر سکتے ہیں؟ اس نے کہا: ہاں۔ پس اس کا ایک خیمہ، بکری اور کھجور کا درخت تھا۔ جب شام ہوئی تو وہ اپنے خیمہ سے نکلا اور بکری کا دودھ دوھا، میرے لیے تازہ کھجوریں چنی پھر اس نے کھانا رکھا اور میں نے اس کے ساتھ کھایا۔ پھر اس نے رات سو کر بسر کی اور میں نے قیام کرتے ہوئے (عبادت وریاضت میں مصروف) رات گزاری۔ اس نے صبح کی اس حال میں کہ وہ روزے سے نہ تھا اور میں نے روزے کی حالت میں صبح کی۔ پس اس نے تینوں راتیں ایسا ہی کیا تو پھر میں نے اسے کہا بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے تیرے بارے میں فرمایا ہے کہ تو اہل جنت میں سے ہے۔ تو مجھے بتا کہ تیرا عمل کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: اس کے پاس جاؤ جس نے تجھے یہ خبر دی ہے۔ یہاں تک کہ وہ تجھے میرے عمل کے بارے بھی بتا دے گا۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے پاس جاؤ اور اسے جا کر حکم دو کہ وہ تجھے اس کے بارے بتائے۔ تو پھر میں نے اسے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ تجھے حکم ارشاد فرمارہے ہیں کہ تو مجھے اپنے عمل کے بارے بتائیے۔ اس نے کہا کیا ابھی؟ میں نے کہا: ہاں۔ تو پھر اس نے کہا: اگر ساری دنیا میرے لیے ہو پھر وہ لے لی جائے تو مجھے اس پر کوئی غم اور ملال نہیں۔ اور اگر وہ دنیا مجھے عطا کر دی جائے تو مجھے اس سے کوئی خوشی اور فرحت نہیں اور میرے دل میں کسی کے بارے کوئی کینہ اور بغض موجود نہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لیکن قسم بخدا! میں رات کو قیام کرتا ہوں اور دن کو روزہ رکھتا ہوں۔ اور اگر مجھے بکری ہبہ کی جائے تو مجھے اس سے خوشی ہوگی اور اگر وہ مجھ سے لے لی جائے تو بالیقین میں اس پر غمزدہ ہوں گا۔ قسم بخدا! اللہ تعالیٰ نے تجھے ہم پر انتہائی واضح اور روشن فضیلت عطا فرمائی ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا یہ آیت عبداللہ بن ابی بن سلول، رفاعہ بن تابوت، عبداللہ بن نبتل، اوس بن قیظی اور ان کے بھائیوں بنونضیر کے بارے میں ہے۔

امام ابن اسحاق، ابن منذر اور ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ بنی عوف حارث کی ایک جماعت جس میں عبداللہ بن ابی بن سلول، ودیعہ بن مالک، سوید اور داعس وغیرہ تھے۔ انہوں نے بنی نضیر کی طرف پیغام بھیجا کہ تم ثابت قدم رہو اور اپنی جگہ پر رکے رہو۔ بے شک ہم تمہیں کسی کے حوالے نہیں کریں گے۔ اگر تمہارے ساتھ جنگ کی گئی تو ہم تمہارے ساتھ مل کر لڑیں گے۔ اور اگر تمہیں نکالا گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکلیں گے۔ پس وہ اس وجہ سے ان کی مدد کا انتظار کرتے رہے۔ لیکن انہوں نے مدد نہ کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ پس انہوں

1۔ سنن نسائی، صفحہ 86-285، وزارت تعلیم اسلام آباد　2۔ نوادر الاصول، صفحہ 309، دار صادر بیروت

نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ انہیں جلاوطن کردیں اور ان کا خون بہانے سے اجتناب کریں۔ اس شرط پر کہ اتنا سامان ان کا ہوگا جو ہتھیاروں کے سوا اونٹ نے اٹھالیا۔ تو آپ ﷺ نے ایسا کرلیا۔ پس ان میں سے ہر آدمی اپنا گھر گراتا جاتا تھا اور اونٹ کی پشت پر رکھتا جاتا اور پھر چل پڑتا۔ سوان میں کچھ خیبر کی طرف نکلے اور کچھ شام کی طرف چلے گئے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بنی قریظہ اور بنی نضیر میں سے کچھ لوگ اسلام لائے اور ان میں منافقین بھی تھے۔ وہ اہل نضیر کو کہا کرتے تھے اگر تمہیں نکالا گیا تو ہم تمہارے ساتھ نکلیں گے تو انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ آیت کے بارے فرمایا کہ یہ عبداللہ بن ابی بن سلول، رفاعہ بن تابوت، عبداللہ بن نبتل اور اوس بن قیظی کے بارے ہے۔ يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ فرمایا: وہ بنی نضیر سے کہتے ہیں۔ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ۔ فرمایا: ان کے درمیان آپس میں زبانی اختلاف انتہائی سخت ہے۔ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّ قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى فرمایا: منافقین کا دین بنی نضیر کے دین سے مخالفت رکھتا ہے۔ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا فرمایا: اس میں مراد بدر کے دن کے کفار قریش ہیں۔ (1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّ قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى کے تحت فرمایا: اسی طرح اہل باطل کی شہادت مختلف ہے، ان کی خواہشات مختلف ہیں اور ان کے اعمال مختلف ہے۔ لیکن وہ اہل حق کے ساتھ عداوت رکھنے میں سب اکٹھے ہیں۔ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا فرمایا اس سے مراد بنو نضیر ہیں۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّ قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى میں ھم سے مراد مشرکین ہیں۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مومنین آپس میں ایک دوسرے کے خیر خواہ اور باہم محبت کرنے والے ہوتے ہیں۔ اگرچہ ان کے مراتب علیحدہ علیحدہ ہوں اور فاجر لوگ آپس میں ایک دوسرے کے لیے دھوکے باز اور خیانت کا ارتکاب کرتے ہیں اگرچہ ان کے بدن اکٹھے ہوں۔ (3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا میں غزوہ بدر کے دن کے کفار قریش مراد ہیں۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے اس کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس میں مراد بنو نضیر ہیں۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 57-56-55-54، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 299، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 4، صفحہ 189، عن انس رضی اللہ عنہ، بیروت

4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 299

كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۵﴾ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۹﴾ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ﴿۲۰﴾

"یہ ان لوگوں کی مانند ہیں جو ان سے پہلے ابھی ابھی اپنے کرتوتوں کا مزہ چکھ چکے ہیں۔ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ منافقین اور یہود کی مثال شیطان کی سی ہے جو (پہلے) انسان کو کہتا ہے انکار کر دے، اور جب وہ انکار کر دیتا ہے تو شیطان کہتا ہے میرا تجھ سے کوئی واسطہ نہیں، میں تو ڈرتا ہوں اللہ سے جو رب العالمین ہے۔ پھر ان دونوں (شیطان اور اس کے چیلے) کا انجام یہ ہوگا کہ دونوں آگ میں ڈالے جائیں گے اس میں ہمیشہ (جلتے) رہیں گے۔ اور یہی ظالموں کی سزا ہے۔ اے ایمان والو! ڈرتے رہا کرو اللہ سے اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے کیا آگے بھیجا ہے کل کے لیے۔ اور ڈرتے رہا کرو اللہ تعالیٰ سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ خوب آگاہ ہے جو تم کرتے رہتے ہو۔ ان (نادانوں) کی مانند نہ ہو جانا جنہوں نے بھلا دیا اللہ تعالیٰ کو پس اللہ نے ان کو خود فراموش بنا دیا۔ یہی نافرمان لوگ ہیں۔ یکساں نہیں ہو سکتے دوزخی اور اہل جنت۔ اہل جنت ہی تو کامیاب لوگ ہیں"۔

امام عبدالرزاق، ابن راہویہ، امام احمد نے الزہد میں، عبد بن حمید، امام بخاری نے تاریخ میں، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی ایک گرجا گھر میں عبادت کرتا تھا اور ایک عورت اپنے بھائیوں کے ہمراہ رہائش پذیر تھی کہ اسے کوئی بیماری لاحق ہوگئی۔ تو وہ اسے لے کر اس کے پاس آئے۔ پس اس نے زیب و زینت کے سبب اس کے نفس کو خوب انگیخت دلائی۔ چنانچہ اس نے اس کے ساتھ برائی کا ارتکاب کر دیا۔ پھر شیطان اس کے پاس آ گیا اور کہا: اسے قتل کر دے۔ کیونکہ اگر تیرے بارے میں ان پر یہ معاملہ ظاہر ہو گیا تو تو رسوا اور ذلیل ہو جائے گا۔ چنانچہ اس نے اسے قتل کر کے

دفن کردیا۔ پھر اس کے بھائی آئے اور وہ اسے پکڑ کر لے گئے۔ پس اس اثناء میں کہ وہ چل رہے تھے۔ شیطان اس (راہب) کے پاس آیا اور اس نے کہا: بے شک میں ہی ہوں جس نے تیرے لیے اسے مزین اور آراستہ کیا۔ اب تو مجھے ایک بار سجدہ کر دے، میں تجھے نجات دلا دوں گا۔ چنانچہ اس نے اسے سجدہ کر دیا۔ تو اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ الآیہ۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک راہب تھا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتا تھا اور خوب اچھی طرح عبادت کرتا تھا۔ ہر علاقے سے لوگ اس کے پاس آتے تھے اور فقہ کے بارے پوچھتے رہتے تھے۔ وہ عالم تھا۔ تین بھائی تھے اور ان کی ایک بہن تھی جو حسین ترین لوگوں میں سے بہت حسین اور خوبصورت تھی۔ انہوں نے کہیں سفر پر جانے کا ارادہ کیا اور ان پر یہ بات انتہائی گراں اور بھاری تھی کہ وہ اسے ضائع ہونے کے لیے چھوڑ دیں۔ چنانچہ وہ راہب کے پاس آئے اور کہا: بے شک سفر پر جانے کا ارادہ رکھتے ہیں لیکن ہم کوئی ایسا آدمی نہیں پا رہے جو ہمارے نزدیک تجھ سے بڑھ کر قابل اعتماد اور حفاظت کرنے والا ہو۔ پس اگر آپ مناسب خیال کریں تو ہم اپنی بہن تیرے حوالے کر دیں۔ کیونکہ اسے شدید درد رہتا ہے۔ اگر وہ مر جائے تو اس کا انتظام مکمل کرنا۔ اور اگر وہ زندہ رہے تو اس کی اصلاح کرنا، یہاں تک کہ ہم واپس لوٹ آئیں۔ راہب نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں تمہارے لیے کافی ہوں (تمہیں قطعاً پریشان یا غمزدہ ہونے کی ضرورت نہیں)۔ چنانچہ وہ اس لڑکی کے ساتھ رہا اور اس کا علاج کرتا رہا یہاں تک کہ وہ صحت مند ہوگئی اور پہلے کی طرح اس کا حسن دوبارہ لوٹ آیا۔ ایک دن وہ اس کے پاس گیا تو اس نے اسے اس حال میں پایا کہ اس نے خوب بناؤ سنگھار کیا ہوا ہے اور شیطان مسلسل اسے اکساتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے اس کے ساتھ برائی کا ارتکاب کر ڈالا اور وہ حاملہ ہوگئی۔ پھر شیطان نے اسے مزید ندامت اور شرم دلائی اور اس کے قتل پر اسے خوب اکسایا اور کہا اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تو ذلیل و رسوا ہو جائے گا اس لیے اپنے معاملے کو پہچان اور تیرے لیے کوئی عذر نہیں ہے۔ وہ لگاتار اسے اس پر انگیخت دلاتا رہا یہاں تک کہ اس نے اسے قتل کر دیا۔ پھر جب اس کے بھائی آئے تو انہوں نے پوچھا اسے کیا ہوا؟ تو اس نے جواب دیا: وہ مر گئی اور میں نے اسے دفن کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا: تو نے بہت اچھا کیا ہے۔ پھر وہ خواب دیکھنے لگے اور انہیں یہ بتایا جانے لگا کہ راہب نے اسے قتل کیا ہے اور وہ فلاں فلاں درخت کے نیچے ہے۔ چنانچہ وہ اس درخت کی طرف گئے اور انہوں نے اسے پالیا کہ اسے قتل کیا گیا ہے۔ پھر وہ اس راہب کے پاس آئے اور اسے پکڑ لیا۔ تو اس وقت شیطان نے کہا: میں ہی ہوں جس نے تجھ میں زنا کی رغبت اور کشش پیدا کی۔ پھر تجھے اس کے قتل پر برانگیختہ کیا۔ پس اب کیا تیرے لیے ممکن ہے کہ تو میری پیروی کرے اور میں تجھے نجات دلا دوں؟ اس نے کہا: ہاں۔ تو پھر شیطان نے کہا: پس تو مجھے ایک بار سجدہ کر دے۔ چنانچہ اس نے اسے سجدہ کیا اور پھر اسے قتل کر دیا گیا۔ تو اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ الآیہ۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 300، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا: ایک عورت ریوڑ چراتی تھی اور اس کے چار بھائی تھے۔ وہ رات کے وقت راہب کی عبادت گاہ میں پناہ لیتی تھی۔ پس راہب اترتا اور اس کے ساتھ زنا کرتا۔ پھر شیطان اس کے پاس آیا اور کہا: تو اسے قتل کر دے اور پھر اسے دفن کر دے۔ کیونکہ تو ایسا آدمی ہے جس کی بات سنی جاتی ہے اور تصدیق کی جاتی ہے۔ چنانچہ اس نے اسے قتل کر کے دفن کر دیا۔ پھر شیطان حالت خواب میں اس کے بھائیوں کے پاس آیا اور ان سے کہا: بے شک راہب نے تمہاری بہن کے ساتھ زنا کیا ہے۔ اور جب اسے حاملہ کر چکا تو اسے قتل کر دیا اور فلاں فلاں جگہ میں اسے دفن کر دیا۔ پس جب صبح کے وقت وہ بیدار ہوئے تو ان میں سے ایک نے کہا: میں نے گزشتہ رات اس اس طرح دیکھا ہے۔ پھر دوسرے نے کہا: قسم بخدا! میں نے بھی اسی طرح دیکھا ہے۔ پھر تیسرے نے کہا قسم بخدا! میں نے بھی اسی طرح دیکھا ہے۔ تو انہوں نے کہا: قسم بخدا! یہ بالیقین کسی شے کی وجہ سے ہے۔ پس تم چلو اور اپنے حاکم کو اس راہب کے خلاف تیار کرو۔ چنانچہ وہ آئے اور راہب کے پاس جا اترے۔ پھر راہب کو پکڑ کر لے گئے۔ تو اسی دوران شیطان راہب سے ملا اور اسے کہا: میں ہی وہ ہوں جس نے تجھے اس معاملہ میں واقع کیا ہے اور میرے سوا کوئی تجھے ہرگز نجات نہیں دلا سکے گا۔ لہٰذا تو مجھے ایک بار سجدہ کر دے، میں تجھے اس مصیبت سے نجات دلا دوں گا جس میں میں نے تجھے واقع کیا ہے۔ پس اس نے اسے سجدہ کر دیا۔ جب وہ اسے لے کر اپنے حاکم کے پاس پہنچے تو شیطان اس سے الگ ہو گیا (کہ میرا تجھ سے کوئی واسطہ نہیں) اور راہب کو پکڑ کر قتل کر دیا گیا۔ (1)

امام ابن ابی الدنیا نے مکاید الشیطان میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عبید بن رفاعہ دارمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اور وہ اس کی سند حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچاتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک راہب تھا۔ پس شیطان نے ایک دوشیزہ کو پکڑا اور اس کا گلا دبا دیا۔ اور پھر اس کے گھر والوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ اس کا علاج راہب کے پاس ہے۔ چنانچہ اسے راہب کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ مسلسل اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ اس نے اسے قبول کر لیا اور وہ اس کے پاس ہی رہی۔ پھر شیطان اس کے پاس آیا اور اس نے اس کے دل میں وسوسہ اندازی کی۔ اور اس کے لیے اسے خوب بنا سنوار کر پیش کیا۔ اور وہ یہ کوشش مسلسل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ اس سے برائی کا ارتکاب کر بیٹھا۔ پس جب وہ حاملہ ہو گئی تو شیطان نے اس کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ اب تو رسوا ہو جائے گا۔ اس کے گھر والے تیرے پاس آئیں گے۔ لہٰذا تو اسے قتل کر دے اور اگر وہ تیرے پاس آئیں۔ تو تو انہیں کہہ دینا کہ وہ مر گئی ہے۔ چنانچہ اس نے اسے قتل کر کے دفن کر دیا۔ پھر شیطان اس لڑکی کے گھر والوں کے پاس آیا اور ان میں وسوسہ اندازی کی اور ان کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ راہب نے اسے حاملہ کیا ہے اور پھر اسے قتل کر دیا ہے۔ چنانچہ اس کے گھر والے آئے اور انہوں نے راہب سے پوچھا تو اس نے جواب دیا وہ مر گئی ہے۔ پس انہوں نے اسے پکڑ لیا۔ پھر شیطان اس کے پاس آیا اور کہا میں ہی وہ ہوں جس نے لڑکی کے گھر والوں کے دلوں میں یہ بات القاء کی ہے اور میں ہی ہوں جس نے تجھے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 58، دار احیاء التراث العربی بیروت

اس معاملہ میں واقع کیا ہے۔ لہٰذا تو میری اطاعت اور پیروی کر۔ تو نجات پا جائے گا اور میرے لیے دو سجدے کر۔ پس اس نے اسے کے لیے دو سجدے کیے۔ تو اسی کا ذکر مذکورہ آیت میں ہے۔(1)

امام ابن منذر اور خرائطی نے اعتلال القلوب میں حضرت عدی بن ثابت کی سند سے اسی آیت کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک راہب تھا جو طویل عرصہ تک عبادت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کے پاس مجنون اور پاگل لوگ لائے جاتے تھے اور وہ ان پر کچھ پڑھتا تھا اور وہ صحت مند ہو کر واپس لوٹتے تھے۔ پس ایک عورت کو اس کی جھونپڑی میں لایا گیا۔ اسے جنون کا عارضہ لاحق تھا اور اس کے بھائی بھی اس کے پاس آئے۔ تاکہ وہ اسے کوئی تعویذ دے۔ پس شیطان مسلسل اس پر حملہ آور رہتا اور اسے انگیخت دلاتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے اس عورت کے ساتھ زنا کیا اور وہ عورت حاملہ ہوگئی۔ پھر جب اس کا پیٹ بڑھ گیا تو شیطان مسلسل اس کے پاس آتا رہا اور اس کے دل میں قتل کر دینے کا خیال ڈالتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے اسے قتل کر دیا اور ایک جگہ میں دفن کر دیا۔ پھر شیطان ایک آدمی کی صورت میں اس کے ایک بھائی کے پاس گیا اور اسے جا کر واقعہ کی خبر دی۔ پس وہ آدمی اس کے بھائی کو کہنے لگا: قسم بخدا! میرے پاس ایک آنے والا آیا ہے اور اس نے مجھے اس اس طرح خبر دی ہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو اس واقعہ کی خبر دی اور پھر ہوں نے اپنا معاملہ حاکم کے پاس پیش کر دیا۔ سو حاکم چل پڑا اور لوگ بھی ساتھ تھے۔ یہاں تک کہ اس نے راہب کو نیچے اتار یا تو اس نے واقعہ کا اقرار کر لیا اور اعتراف بھی۔ تو حاکم نے اس کے لیے یہ فیصلہ کیا کہ اسے سولی دے دی جائے۔ پھر وہ ابھی سولی کی لڑکی پر ہی تھا کہ شیطان اس کے پاس آیا اور کہا: میں نے ہی تجھے اس پر اکسایا اور میں نے ہی تجھے اس کے بارے میں القا کیا میں جو تجھے حکم دوں گا کیا تو اس میں میری پیروی کرے گا اور میں تجھے نجات دلا دوں گا؟ اس نے کہا ہاں۔ تو پھر شیطان نے کہا: تو میرے لیے ایک بار سجدہ کر دے۔ چنانچہ اس نے اسے سجدہ کیا اور کافر ہو گیا اور پھر وہ اسی وقت قتل کر دیا گیا۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار آدمی تھا اور وہ بسا اوقات مجنون اور پاگل لوگوں کا علاج کرتا تھا۔ ایک حسین و جمیل عورت کو جنون نے آلیا اور اسے اس کے پاس لایا گیا اور اسی کے پاس اسے چھوڑ دیا گیا۔ پس عورت نے اسے (حسن کے سبب) مدہوش کر دیا۔ تو اس نے اس کے ساتھ برائی کا ارتکاب کیا اور وہ عورت حاملہ ہوگئی۔ پھر اس کے پاس شیطان آیا اور کہا: اگر اس واقعہ کا علم ہو گیا تو تو رسوا اور ذلیل ہو جائے گا۔ لہٰذا تو اسے قتل کر دے اور اسے اپنے گھر میں دفن کر دے۔ چنانچہ اس نے اسے قتل کر دیا پھر کچھ وقت گزر نے کے بعد اس عورت کے گھر والے آئے اور وہ اس کے بارے اس سے پوچھنے لگے۔ تو اس نے جواب دیا: وہ تو مر چکی ہے۔ تو انہوں نے اسے کوئی تہمت نہ دی۔ کیونکہ اس کی سلامتی اور اس کی رضا انہیں میں تھی پھر شیطان ان کے پاس آیا اور کہا وہ مری نہیں ہے بلکہ راہب نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے اور وہ حاملہ ہوگئی پھر اس نے اسے قتل کر دیا اور گھر میں فلاں فلاں جگہ اسے دفن کر دیا۔ پھر اس کے گھر والے آئے اور انہوں نے کہا: ہم تو تجھے متہم نہیں کرتے ہیں البتہ ہمیں یہ خبر دی گئی ہے۔ تو نے اسے

1۔ شعب الایمان، باب تحریم الفروج، جلد 4، صفحہ 372 (5449)، دارالکتب العلمیہ بیروت

کہاں دفن کیا ہے اور تیرے ساتھ کون تھا۔ انہوں نے اس کے گھر کی تلاشی لی اور بالآخر اس جگہ کو پالیا جہاں اس نے اسے دفن کیا تھا۔ اسے پکڑ لیا گیا اور قید میں ڈال دیا گیا۔ پھر شیطان اس کے پاس آیا اور کہا: اگر تو چاہتا ہے کہ میں تجھے اس مصیبت سے نکالوں جس میں تو پڑا ہوا ہے۔ تو پھر تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کر۔ چنانچہ اس نے شیطان کی پیروی کی اور کفر کا ارتکاب کر لیا۔ تو پھر اسے پکڑ کر قتل کر دیا گیا اور اس وقت شیطان اس سے بالکل علیحدہ ہو گیا۔ حضرت طاؤس نے فرمایا: میں تو صرف یہی جانتا ہوں کہ آیت اس واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی: **كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ**۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے اسی آیت کے بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کفار اور منافقین کی مثال بیان فرمائی ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے کہ وہ شیطان کی طرح ہیں۔ جو (پہلے) انسان کو کہتا ہے کہ تو انکار کر دے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس آیت میں عام لوگوں کی مثال ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہ اس طرح پڑھتے تھے: **فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا** واللہ اعلم۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، نسائی، ابن ماجہ اور ابن مردویہ نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قوم آئی جو دھاری دار اونی چادریں پہنے ہوئی تھی۔ وہ تلواریں لٹکائے ہوئے تھے اور ان کے اوپر چادریں تھیں۔ بس اس کے سوا کوئی شے نہ تھی۔ ان میں سے اکثر قبیلہ مضر سے تعلق رکھتے تھے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مشقت آمیز کیفیت، ننگے بدن اور فاقہ کشی کو دیکھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور اپنے کاشانہ اقدس پر تشریف لے گئے۔ پھر آپ مسجد کی طرف تشریف لائے اور ظہر کی نماز پڑھائی اور پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ حکم نازل فرمایا ہے: **يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝** فرمایا: تم صدقہ کرو اس سے پہلے کہ تم صدقہ نہ کر سکو۔ تم صدقہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارے اور تمہارے صدقہ کے درمیان وہ حائل ہو جائے، آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنے دینار سے اور درہم سے صدقہ کرے تو اپنی گندم، جو اور اپنی کھجوروں سے صدقہ کرے۔ صدقہ کی کوئی شے بھی حقیر نہیں ہوگی۔ اگرچہ وہ آدھی کھجور ہی ہو۔ پس انصار میں سے ایک آدمی اٹھا، اس کے ہاتھ میں ایک تھیلی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے وصول فرمایا۔ ابھی آپ منبر پر ہی تھے۔ فرحت و سرور کے آثار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ زیبا پر دکھائی دینے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کسی نے اسلام میں اچھا طریقہ رائج کیا اور اس کے مطابق عمل کیا تو اس کا اجر اس کے لیے ہوگا اور اس کے اجر کی مثل بھی ملے گا جس نے اس کے مطابق عمل کیا اور

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 299، دار الکتب العلمیہ بیروت

ان کے اپنے اجروں میں سے کوئی شے کم نہیں کی جائے گی اور جس کسی نے برے طریقے کو رواج دیا۔ اور اس کے مطابق عمل کیا، تو اس کا بوجھ اسی پر ہوگا اور جس کسی نے اس کے مطابق عمل کیا اس کی مثل بوجھ بھی اس پر ہوگا۔ اور ان کے اپنے بوجھوں میں سے کوئی شے کم نہیں کی جائے گی۔ پس لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور بکھر گئے پھر جس کے پاس دینار تھے اس نے دینار دیئے۔ جس کے پاس درہم تھے اس نے درہم دیئے۔ جس کے پاس کھانے وغیرہ میں سے کوئی شے تھی اس نے وہی پیش کر دی۔ پس اس طرح بہت سی چیزیں جمع ہو گئیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے وہ چیزیں ان کے درمیان تقسیم فرما دیں۔(1)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لِغَدٍ سے مراد قیامت کا دن ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت نعیم بن محمد الرحبی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خطبہ میں ہے، آپ نے فرمایا: تم جان لو! بے شک تم ایک مقررہ مدت میں صبح وشام آ جا رہے ہو اور تم سے اس کا علم مخفی رکھا گیا ہے۔ اگر تم استطاعت رکھتے کہ مدت گزر جائے اور تم کوئی بچاؤ کا طریقہ کر سکو تو تم ضرور ایسا کرتے۔ لیکن تم اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر ہرگز اس پر قادر نہیں ہو سکتے۔ بے شک ایک قوم نے اپنی عمر دوسروں کو دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے منع فرمایا ہے کہ تم ان کی مثل ہو جاؤ اور ارشاد فرمایا: وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنْسَاهُمْ أَنْفُسَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿١٩﴾ کہاں ہیں وہ جنہیں تم اپنے بھائیوں میں سے پہچانتے تھے؟ تحقیق ان کے اعمال ختم ہو گئے اور جو کچھ انہوں نے آگے بھیجا وہ اس پر وارد ہو چکے۔ وہ پہلے جبر و ظلم کرنے والے کہاں ہیں جنہوں نے شہر تعمیر کرائے اور پھر انہیں فصیلوں کے ساتھ محفوظ بنایا؟ تحقیق وہ چٹانوں اور ٹیلوں کے نیچے آ گئے ہیں۔ یہ کتاب اللہ ہے۔ اس کے عجائب کو فنا نہیں ہے اور نہ اس کا نور بجھایا جا سکتا ہے۔ تم آج اس سے روشنی حاصل کرو تاریک دن کے لیے اور اس کے لکھے ہوئے واضح بیان سے نصیحت حاصل کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا ۖ وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ ﴿٩٠﴾ (الانبیاء) (بے شک وہ بہت سبک رو تھے نیکیاں کرنے میں اور پکارا کرتے تھے ہمیں بڑی امید اور خوف سے اور وہ ہمارے سامنے بڑا عجز و نیاز کیا کرتے تھے) ایسی بات اور قول میں کوئی بھلائی اور نفع نہیں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی تمنا اور چاہت نہ ہو، ایسے مال میں کوئی خیر اور فائدہ نہیں جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ نہ ہو سکے اور ایسے آدمی میں کوئی خیر نہیں جس کا غضب اس کے حلم پر غالب آ جائے اور ایسے آدمی میں بھی کوئی نیکی اور خیر نہیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لومۃ لائم (ملامت کرنے والوں کی ملامت) سے ڈرتا ہو۔

لَوْ أَنْزَلْنَا هَٰذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۚ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١﴾ هُوَ اللَّهُ

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب الصدقۃ، جلد 8-7، صفحہ 90، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 300، دار الکتب العلمیہ بیروت

الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۴﴾

''اگر ہم نے اتارا ہوتا اس قرآن کو کسی پہاڑ پر تو آپ اس کو دیکھتے کہ وہ جھک جاتا (اور) پاش پاش ہو جاتا اللہ کے خوف سے۔ اور یہ مثالیں ہم بیان کرتے ہیں لوگوں کے لیے تاکہ وہ غور و فکر کریں۔ اللہ وہی تو ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جاننے والا ہر چھپی ہوئی اور ہر ظاہر چیز کا۔ وہی بہت مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ اللہ وہی تو ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ سب کا بادشاہ، نہایت مقدس، سلامت رکھنے والا، امان بخشنے والا، نگہبان، عزت والا، ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والا، متکبر ہے، پاک ہے اللہ تعالیٰ اس شرک سے جو لوگ کر رہے ہیں۔ وہی اللہ سب کا خالق، سب کو پیدا کرنے والا (سب کی مناسب) صورت بنانے والا ہے سارے خوبصورت نام اسی کے ہیں۔ اس کی تسبیح کر رہے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہی عزت والا، حکمت والا ہے''۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ الآیہ کے تحت حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر یہ قرآن میں پہاڑ پر نازل کرتا اور میں اسے وہ حکم دیتا جو میں نے تمہیں دیا اور میں اسے اس کے ساتھ ڈراتا جس کے ساتھ میں نے تمہیں ڈرایا، تو وہ پاش پاش ہو جاتا اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے جھک جاتا۔ پس تم زیادہ حق رکھتے ہو کہ تم جھکو اور عجز و انکساری کا اظہار کرو اور تمہارے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے نرم ہو جائیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ میں تمہارے لیے قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کوئی بندہ اس قرآن کے ساتھ ایمان نہیں لائے گا مگر اس کا دل پاش پاش ہو جائے گا۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسی آیت کے تحت فرمایا کہ اس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے کہ اگر میں یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتا تو وہ اسے اٹھا لیتا۔ پھر اس کے بوجھ سے اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے جھک جاتا اور پاش پاش ہو جاتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو حکم ارشاد فرمایا ہے کہ جب ان پر قرآن نازل ہوا ہے تو وہ اسے شدید خوف اور انتہائی عجز و انکساری کے ساتھ لے لیں۔ فرمایا'' كَذٰلِكَ یَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ'' اس طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ وہ غور و فکر کریں۔ (1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 63، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ عنہما دونوں سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ سے آخر سورت تک یہ دردسر کے لیے دم ہے۔

امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے تاریخ میں بیان کیا ہے کہ ہمیں ابونعیم الحافظ نے خبر دی اور انہیں ابوالطیب محمد بن احمد بن یوسف بن جعفر المقری البغدادی نے بتایا اور یہ ابن شنبوذ کے غلام کی حیثیت سے معروف تھے کہ انہوں نے فرمایا ہمیں ادریس بن عبدالکریم الحداد نے خبر دی اور فرمایا کہ میں نے یہ سورت خلف پر پڑھی۔ تو جب میں اس آیت پر پہنچا لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ تو انہوں نے فرمایا: اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لو۔ کیونکہ میں نے یہ سورت سلیم پر پڑھی، تو جب میں اس آیت پر پہنچا تو انہوں نے فرمایا اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لو۔ کیونکہ میں نے یہ سورت اعمش پر پڑھی، تو میں جب اس آیت پر پہنچا تو انہوں نے فرمایا اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لو۔ کیونکہ میں نے یہ سورت یحییٰ بن وثاب پر پڑھی۔ تو جب میں اس آیت پر پہنچا تو انہوں نے فرمایا: اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لو۔ کیونکہ میں نے یہ سورت علقمہ اور اسود پر پڑھی۔ تو جب میں مذکورہ آیت پر پہنچا تو انہوں نے فرمایا اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لو۔ کیونکہ ہم نے یہ سورت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پر پڑھی۔ تو جب ہم اس آیت پر پہنچے تو انہوں نے فرمایا تم دونوں اپنے ہاتھ اپنے سروں پر رکھ لو۔ کیونکہ میں نے یہ سورت حضور نبی کریم ﷺ پر پڑھی تو جب میں اس آیت پر پہنچا تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لو۔ کیونکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جب یہ آیت لے کر میری طرف نازل ہوئے تو انہوں نے مجھے کہا اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لو۔ کیونکہ یہ آیات موت کے سوا ہر بیماری کے لیے باعث شفا ہیں۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم اللہ ہی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اپنے گھر میں کھجوریں خشک کرنے کی خاص جگہ بنا رکھی تھی۔ تو آپ نے اس جگہ کو پایا کہ وہ کم ہوگئی ہے۔ تو جب رات ہوئی آپ نے اسے دیکھا۔ تو وہاں کوئی آدمی محسوس ہوا۔ آپ نے اسے کہا تو کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا: میں جنوں میں سے ایک آدمی ہوں۔ ہم نے اس گھر کا ارادہ کیا۔ تو ہمارا توشہ ختم ہوگیا۔ تو ہم نے تمہاری کھجوروں میں سے کچھ لے لیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان میں سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا۔ تو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: اگر تو سچا ہے تو مجھے اپنا ہاتھ دکھا۔ پس اس نے آپ کو اپنا ہاتھ دکھایا۔ تو اس پر کتے کے بازوں کی طرح کے بال تھے۔ تو پھر حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا جو ہماری کھجوروں میں سے تو نے لی ہیں۔ وہ تیرے لیے حلال ہیں۔ کیا تو مجھے اس افضل ترین شے کے بارے نہیں بتائے گا جس کے ذریعہ انسان جنوں سے پناہ حاصل کر سکیں تو اس نے جواب دیا سورۂ حشر کی مذکورہ آیت سے لے کر آخر سورت تک (یعنی لَوْ اَنْزَلْنَا سے لے کر وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ تک)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سورۃ الحشر کی آخری آیات پڑھیں پھر اس دن یا رات کو وہ فوت ہوگیا۔ تو اس کا یہ عمل اس سے ہر خطا کو مٹا دے گا۔

1۔ تاریخ خطیب بغدادی، جلد 1، صفحہ 377، مطبوعہ [illegible]

امام ابن سنی نے عمل یوم ولیلۃ میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی آدمی کو حکم ارشاد فرمایا کہ جب تو اپنے بستر پر سونے لگے تو سورۃ الحشر کی آخری آیات پڑھ لے اور ارشاد فرمایا: اگر تو مرجائے گا تو تو شہید کی موت مرے گا۔

امام ابوعلی عبدالرحمٰن بن محمد نیشاپوری رحمہ اللہ نے فواد میں حضرت محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ بالخصوص مجھے وہ افضل ترین شے بتائیے جو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو خاص طور پر بتائی۔ اس میں سے جو جبرائیل امین علیہ السلام نے آپ کو خاص طور پر بیان کی اس میں سے جس کے ساتھ رحمٰن نے اسے بھیجا تو آپ نے فرمایا: اے براء! جب تو ارادہ کرے کہ تو اللہ تعالیٰ سے اسم اعظم کے وسیلہ سے دعا مانگے تو سورۃ الحدید کی پہلی دس آیات اور سورۃ الحشر کی آخری آیات پڑھ۔ پھر یہ کہہ: اے وہ جس کی یہ شان ہے اور اس کے سوا کوئی اور اس طرح نہیں! میں تجھ سے عرض کرتا ہوں کہ تو میرے لیے ایسا ایسا کردے۔ تو قسم بخدا! اے براء! اگر تو میرے خلاف بھی دعا کرے تو بالیقین مجھے دھنسا دیا جائے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے تین بار اللہ تعالیٰ سے شیطان مردود کے شر سے پناہ مانگی (یعنی پڑھا اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم) پھر سورۃ الحشر کی آخری آیات پڑھیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ستر ہزار فرشتے بھیجتا ہے۔ جو اس سے شیاطین کو بھگا دیتے ہیں چاہے وہ انسانوں میں سے ہوں یا جنوں میں سے اگر رات ہو تو صبح ہونے تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اور اگر دن ہو تو شام ہونے تک ایسا ہوتا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے مگر اس میں انہوں نے یہ کہا۔ کہ وہ دس مرتبہ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھے گا۔

امام احمد، دارمی، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابن ضریس اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت معقل بن یسار سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے صبح کے وقت دس مرتبہ یہ کہا: ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ'' اور پھر سورۃ الحشر کی آخری تین آیات پڑھیں تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ مقرر فرما دیتا ہے جو اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ شام ہو جاتی ہے۔ اور اگر وہ اس دن فوت ہو جائے تو وہ شہید کی موت مرتا ہے۔ اور جو کوئی رات کے وقت یہ پڑھتا ہے وہ بھی اسی رتبہ میں ہوتا ہے۔(1)

امام ابن عدی، ابن مردویہ، خطیب اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے رات یا دن کے وقت سورۃ الحشر کی آخری آیات پڑھیں۔ پھر وہ اسی دن یا رات کو مر گیا تو اس نے اپنے لیے جنت واجب کر لی۔(2)

1۔ سنن ترمذی، باب فیمن قرأ حرفا من القرآن مالہ اجر، جلد 5، صفحہ 167 (2922)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی تعظیم القرآن، جلد 2، صفحہ 492 (2501)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت عتبہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے ہمیں بیان فرمایا ہے کہ جس کسی نے صبح ہوتے ہی سورۃ الحشر کی آخری آیات پڑھیں تو اس نے اسے پالیا جو رات کے وقت اس سے فوت ہوا اور وہ شام ہونے تک محفوظ رہے گا۔ اور جس کسی نے شام کے وقت یہ آیات پڑھ لیں تو اس نے اسے پالیا جو دن کے وقت اس سے فوت ہوا۔ اور پھر صبح ہونے تک وہ محفوظ ہو گیا اور اگر وہ مر گیا تو اس نے اپنے لیے جنت واجب کر لی۔

امام دارمی اور ابن ضریس رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ جس کسی نے صبح کے وقت سورۃ الحشر کی آخری تین آیات پڑھیں۔ پھر وہ اسی دن فوت ہو گیا تو اس پر شہداء کی مہر لگادی جاتی ہے۔ اور اگر اس نے شام کے وقت یہ آیات پڑھیں، پھر وہ اسی رات فوت ہو گیا تو اس پر شہداء کی مہر لگادی جاتی ہے۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم سورۃ الحشر کی آخری چھ آیات میں ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ کا معنی ہے وہ ہی جاننے والا ہے ہر چھپی ہوئی اور ظاہر شے کو اور اَلْمُؤْمِنُ کا معنی ہے وہ اپنی مخلوق کو اس سے امان بخشنے والا ہے کہ وہ ان پر ظلم کرے اور اَلْمُهَیْمِنُ کا معنی شاہد اور (نگہبان) ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ عٰلِمُ الْغَیْبِ کا مفہوم ہے جو کچھ ہو گا اور جو کچھ ہو رہا ہے اور اَلْقُدُّوْسُ کا معنی ہے کہ ملائکہ اس کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں اور اس کے مقدس ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں بیان کیا ہے کہ اَلْقُدُّوْسُ کا معنی ہے برکتیں عطا فرمانے والا اور السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ کا معنی ہے اسے امان دینے والا جو اس کے ساتھ ایمان لایا اور اَلْمُهَیْمِنُ کا معنی ہے اس پر شہادت دینے والا (نگہبان) اور اَلْعَزِیْزُ کا معنی ہے اپنی سزا دینے میں غالب آنے والا جب کہ وہ انتقام لے۔ اور اَلْجَبَّارُ کا معنی ہے اپنی مخلوق کو ہر اس کام پر مجبور کرنے والا جو وہ چاہتا ہے۔ اور اَلْمُتَكَبِّرُ کا معنی ہے کہ وہ ہر عیب اور کمزوری سے محفوظ ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسماء میں اَلْمُؤْمِنُ ذکر کیا ہے۔ اس لیے کہ اس نے انہیں (ایمان والوں کو) عذاب سے امان دی ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں اَلْجَبَّارُ ہے۔ اس لیے کہ وہ مخلوق کو اس کام پر مجبور کرنے کی قدرت رکھتا ہے جس کا وہ ارادہ فرمائے۔

1۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 1، صفحہ 416 (1686)، بیروت